موزوں پر مسح کے احکام

موزہ پر مسح کا ثبوت کیا ہے:

سوال: موزوں پر مسح کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب

''مسح علی الخفین''، یعنی موزوں پر مسح کرنا، حدیث سے ثابت ہے۔ درمختار میں ہے کہ ثبوت اس کا سنت مشہورہ سے ہے اور راوی حدیث مسح علی الخفین کے اسی (۸۰) صحابہؓ سے زیادہ ہیں کہ ان میں عشرۂ مبشرہ بھی ہیں۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم:۱/۲۷۴)

---

(۱) وهو (أى المسح على الخفين) جائز الخ بسنة مشهورة فمنكره مبتدع وعلىٰ رأى الثانى كافر، وفى التحفة: ثبوته بالإجماع بل بالتواتر رواته أكثر من ثمانين منهم العشرة، قهستانى. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المسح على الخفين:۱/۲۴۵، ظفير)

عن المغيرة بن شعبة: كنت مع النبى صلى الله عليه وسلم فقال: أين مغيرة، خذ الإداوة، فأخذتها فانطلق حتى توارىٰ عنى فقضى حاجته وعليه جبة شامية فذهب ليخرج يده من كتف فضاقت فأخرج يده من أسفلهاؓ فصببت عليه فتوضأ وضوئه للصلوٰة ومسح علىٰ خفيه. (رواه البخارى:۳۶۳، مسلم:۲۷۴، من حديث طويل عن المغيرة)

وأيضاً عن أبى وقاصؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه مسح على الخفين، (بخارى، باب المسح على الخفين/مسلم، باب المسح على الخفين)

واضح رہے کہ مسح علی الخفین کا ثبوت حدیث متواتر سے ہے۔ قرآن میں ہے: ''وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ. (سورۃ المائدۃ:۶) میں اَرْجُلِكُمْ کو کسرہ پڑھیں تو امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں مسح علی الخفین کا جواز نکلتا ہے۔ انیس

موزوں پر مسح:

شریعت نے وضو میں بدن کے ان اعضا کا دھونا فرض قرار دیا ہے جو عام طور پر کھلے ہوئے ہوتے ہیں، اور ان پر میل وگرد آتی رہتی ہے، جیسے چہرہ، ہاتھ، پاؤں۔ اور ان کے برخلاف بدن کے دیگر اعضا جو لباس سے عام طور پر ڈھکے ہوتے ہیں اور ان کے دھونے میں مشقت ہوتی ہے، ان کا دھونا ضروری نہیں قرار دیا گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بندوں کی آسانی اور ان کو حرج وتکلیف سے بچانے کے لئے بعض حالات میں اعضا کو دھونے کے بجائے ان پر مسح کرنے کو کافی قرار دیا ہے۔ جیسے چہرہ، ہاتھ یا پاؤں پر زخم آجائے یا چوٹ لگ جائے اور دھونے سے مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہو یا ان پر پٹی باندھی گئی ہو تو وضو میں دھونے کے بجائے ان پر مسح کرلینا کافی ہوگا، اسی طرح ''سر'' کو دھونے کے بجائے مسح کرنے کا حکم ہے کہ دھونے میں ضرر وتکلیف ہے۔ یہی حال پاؤں کا ہے کہ اگر پاؤں میں چمڑے کے موزے ہوں تو شریعت نے ان کو اتار کر پاؤں دھونا ضروری نہیں قرار دیا ہے، بلکہ موزے اتارے بغیر ان پر مسح کرلینا کافی ہوجاتا ہے۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۳۹)

وضو میں پاؤں کا دھونا افضل ہے:

نیز یہ امر ذہن نشیں رکھنا چاہئے کہ موزہ پر مسح کرنا افضل عمل نہیں ہے، بلکہ شریعت کی طرف سے اجازت ورخصت ہے، موزہ پہنے ہوئے شخص کے لئے بھی وضو کرتے وقت موزہ اتار کر پاؤں کا دھونا افضل ہے۔ (ردالمحتار:۱/۲۶۴) (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸) ==

کس طرح کے موزے پر مسح درست ہے:

سوال: جو موزے اونی دبیز موٹے مضبوط اتنے کہ چار میل بغیر جوتہ پہنے چلنے میں نہ پھٹیں ان پر دائمی بیمار جن کو سردی میں پانی سے وضو کرنا سخت دشوار ہوتا ہے اس کے لئے مسح کرنا درست ہے؟ کیا چمڑے کے موزے کا حاصل کرنا ضروری ہی ہے؟ مسائلِ صحیح سے مطلع فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جو موزے اتنے مضبوط اور دبیز ہوں کہ ان میں پانی نہ چھنتا ہو اور ان کو پہن کر بغیر جوتہ پہنے آپ کی تحریر کے مطابق چار میل چلنے میں نہ پھٹیں، ان پر مسح کی اجازت ہے۔(۲)

== **غسل کرنے والے کے لئے مسح کا حکم:**

اور اگر کسی شخص پر غسل واجب ہو تو اس کے لئے موزہ اتار کر غسل میں پاؤں دھونا ضروری ہے، اگر وہ پاؤں نہ دھوئے گا تو پاک نہ ہوگا، اس کے لئے موزہ پر مسح کافی نہیں ہے، جیسے کوئی جنبی ہو یا حائضہ ہو، اسی طرح اگر غسل مسنون ہو، جیسے جمعہ وعیدین وغیرہ تو بھی پاؤں دھوئے بغیر مسنون غسل ادا نہ ہوگا (ردالمحتار:۱/۲۶۷)۔(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۴۷)

مسح کا وجوب:

البتہ بعض حالتیں ایسی پیش آسکتی ہیں جن میں وضو کرنے والے کو موزہ پر مسح کرنا واجب ہو جاتا ہے، جیسے کسی کے پاس اتنا کم پانی ہو کہ وضو کے اعضا کو دھونے کے لئے وہ کافی نہ، البتہ اگر موزہ پر مسح کرے تو باقی اعضا کو فرض کی مقدار میں دھو سکتا ہے تو اس کے لئے موزہ پر مسح کرنا واجب ہے، یا نماز کا وقت ختم ہو رہا ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا وضو کرے گا تو وقت میں نماز ادا نہ کر پائے گا، یا عرفہ کا وقوف فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو ان حالتوں میں پاؤں کے موزہ پر مسح واجب ہوگا۔(ردالمختار:۱/۲۶۴)۔(طہارت کے احکام، صفحہ:۱۴۷)

سر کے مسح کے بارے میں قرآن میں اور پاؤں کے موزوں پر مسح کے بارے میں حدیث میں پوری تفصیل ہے۔اس کی روشنی میں فقہا نے جو تفصیلات بیان کی ہیں وہ ذیل میں ’’موزے کے متعلق‘‘ تحریر کئے جاتے ہیں۔(طہارت کے احکام ومسائل: ۱۳۹، انیس)

(۲) **موزے کیسے ہوں:** موزہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پیر ٹخنے تک چھپے رہیں اور سردی سے حفاظت ہو، اور موزہ ایسی چیز کا بنا ہوا ہو اور دبیز ہو جس کو عام طور پر آدمی پہن کر چل پھر سکے اور بغیر باندھے پیر پر رک جائے۔اور باہر سے پانی اندر نہ جائے، ایسا موزہ عمومی طور پر چمڑے کا ہوتا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موزہ چمڑے کا تھا (طحطاوی:ص۰۷)اور صحابۂ کرامؓ نے بھی جو موزے استعمال کئے اور ان پر مسح کیا وہ بھی ایسے ہی تھے۔لیکن موزہ چمڑے کا ہونا ضروری نہیں ہے، اگر دبیز و موٹے مضبوط کپڑے کے موزے ہوں یا فوم کے ہوں تو ان پر بھی مسح جائز ہے۔البتہ اس طرح کا جو بھی موزہ ہو اس میں مندرجہ ذیل شرطیں پائی جانی ضروری ہیں:۔(۱)وہ موزہ ٹخنوں سمیت پاؤں کے اس پورے حصہ کو چھپائے جس کا دھونا وضو میں فرض ہے اور موزہ صحیح سالم ہو، اس میں پھٹن نہ ہو، اور اگر پھٹن ہو تو پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار سے کم ہو۔اگر موزے صرف پیر کی انگلیوں پر سے پھٹا ہوا ہے تو تین انگلیوں سے کم کے اوپر سے پھٹا ہوا ہے تو اس پر مسح جائز ہے، مثلاً انگوٹھا اور اس کے برابر والی انگلی کے اوپر سے موزہ پھٹا ہوا ہے تو اس پر مسح کرنا جائز ہے اور اگر انگلیوں کے علاوہ حصہ پر بھی پھٹن ہے اور پھٹن پیر کی تین چھوٹی انگلیوں سے کم ہے تو اس پر مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔(طحطاوی:ص۰۷)(۲)موزہ پاؤں سے چپکا ہوا ہو۔(۳)اور اس قدر مضبوط ہو کہ اس کو پہن کر معمول کی رفتار سے ایک فرسخ (دو میل) یا اس سے زیادہ چلنا ممکن ہو۔(ردالمختار:۱/۲۶۱۔ہدایۃ:۱/۵۰)۔(۴)اسی طرح موزہ ایسا دبیز ہو کہ نیچے کی جلد نظر نہ آئے۔(۵)اور نہ وہ پانی کو جذب کرے، یعنی اگر پانی ڈالا جائے تو وہ نیچے کی سطح تک نہ پہنچے۔(۶)اور بغیر باندھے پیروں میں رہ سکے۔(طہارت کے احکام ومسائل:ص۱۴۲ تا ۱۴۴۔انیس)

==

مقیم کے لئے ایک دن ایک رات، مسافر کیلئے تین دن تین رات۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔(فتاویٰ محمودیہ:۱۹۶/۵۔۱۹۷)

شرائط وقواعد مسح کیا ہیں:

سوال: مسح کرنے کی کیا تعریفیں ہیں اور کیا کیا شرائط کا ہونا ضروری ہے، مثلاً یہ کہ بالفرض دن میں ایک بار اس کے بعد یا دو بار جوتا اتارنے کی ضرورت پڑے اور پھر پہن لیا گیا، اس کے بعد مسح کرنا چاہئے یا پھر دھونا چاہئے؟

الجواب

مسح کے جواز کے لیے یہ ضروری ہے کہ وضو پر پہنے جاویں۔(۲) اُتارنے کی صورت میں اگر نماز پڑھنا چاہے تو صرف پیر دھولینا کافی ہے اگر وضو نہ ٹوٹا ہو۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۲۶۸/۱)

== "أما المسح على الجوارب، فلا يخلو: إما أن يكون الجورب رقيقاً .... وإما إن كان ثخيناً منعلاً، ففي هذا الوجه يجوز المسح بلا خلاف الخ". (الفتاوىٰ التاتارخانية: ۲۶۷/۱، المسح على الخفين، إدارة القرآن، كراچی، وكذا في الحلبي الكبير: ۱۲۱، المسح على الخفين، سہیل اکیڈمی، لاہور)

(۱) فلو تخفف المحدث ثم خاض الماء فابتل قدماه ثم تمم وضوء ہ ثم أحدث جاز أن يمسح يوماً وليلةً لمقيم وثلاثة أيام ولياليها لمسافر. (الدر المختار: ۲۷۱/۱، باب المسح على الخفين، سعيد. وكذافي الفتاوىٰ العالمگيرية: ۲۳/۱، الباب الخامس في المسح على الخفين، رشيديه، وكذافي البحر الرائق: ۲۹۸/۱، باب المسح على الخفين، رشيديه)

(...قال أتيت عائشةؓ.....فقالت: جعل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر ويوماً وليلةً للمقيم. (مسلم، باب التوقيت في المسح على الخفين، ص۱۳۰، نمبر ۶۳۹/۲۷۶/ أبو داؤد، باب التوقيت في المسح، ص۲۳، نمبر ۱۵۷/ نسائی، باب التوقيت في المسح على الخفين للمقيم ص۱۸، نمبر ۱۲۹۔انیس)

(۲) ويجوز من كل حدث موجب للوضوء إذا لبسهما علىٰ طهارة كاملة ثم أحدث. (الهداية، باب المسح على الخفين: ۵۷/۱، ظفیر)

ایسے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے، جو حدث سے پہلے طہارت کاملہ کی حالت میں پہنے نہ ہوں۔(طہارت کے احکام ومسائل: ۱۴۶، انیس)

(۳) وينقض المسح كل شيء ينقض الوضوء الخ وينقضه أيضاً نزع الخف الخ وكذا نزع أحدهما الخ وكذا مضى المدة وإذا تمت المدة نزع خفيه وغسل رجليه وصلى وليس عليه إعادة بقية الوضوء وكذا إذا نزع قبل المدة. (هداية، باب المسح على الخفين: ۵۹/۱و۶۰، ظفیر)

موزہ پہننے والے نے اپنے دونوں موزوں کو اتار دیا، یا ایک موزہ اتار ڈالا، اس صورت میں مسح ٹوٹ گیا ہے، اگر پہلے سے اس کا وضو ہے تو اب دونوں پیر دھولے، پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ: ۱۵۴، انیس)

۱۔ عن مغيرة بن شعبةؓ قال: كنت مع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في سفر فأهويت لأ نزع خفيه فقال: دعهما فإني أدخلتهما طاهرتين فمسح عليهما. (بخاری، باب إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان، ص۴۰، نمبر ۲۰۶)

۲۔ أن سعد بن أبي وقاصؓ خرج من الخلاء فتوضأ ومسح علىٰ خفيه فقيل له: أتمسح عليهما وقد خرجت من الخلاء قال: نعم إذا أدخلت القدمين الخفين وهما طاهرتان فامسح عليهما ولا تخلعهما إلا لجنابة. (مصنف ابن أبي شيبة، باب من كان لا يوقت في المسح شيئا/ مصنف عبد الرزاق، باب المسح على الخفين) ==

بلا وضو موزہ پہنے تو اس پر مسح درست نہیں:

سوال: ہم نے بلا وضو کئے ہوئے موزہ پہنا، اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا تو وضو کیا اور موزہ پر مسح کیا۔ نماز میری جائز ہوگی یا نہیں؟ اس مسئلہ کے بیان میں کتب فقہ میں طہارت کا لفظ آیا ہے یا یہ کہ مسح میں ایک دن اور تین دن کی قید ہے وہ وضو پر دلالت کرتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ طہارت سے بدن کا طاہر ہونا مراد ہے اور پاؤں کا نجاست سے صاف ہونا؟

الجواب ــ

بلا وضو کے، یعنی بدوں پیر دھونے کے، موزہ پہننے سے، مسح اس پر درست نہیں ہے۔

طہارت پر موزہ پہننے سے مراد، وضو ہے۔ یہ مسئلہ باتفاق مسلم ہے، اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے اور آپ نے

== ۳۔ عن رجل من أصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی الرجل یمسح علٰی خفیه ثم یبدو له فینزعهما، قال: یغسل قدمیه. (السنن للبیهقی، باب من خلع خفیه بعد مامسح علیهما، جلد اول، ص۴۳۲، نمبر ۱۳۷۰)

۴۔ عن إبراهیم قال: إذا نزعتهمافاغسل قدمیک، وبه یأخذ الثوریؒ. (مصنف عبد الرزاق، باب نزع الخفین بعدالمسح، جلد اول، ص۲۱۰، نمبر ۸۱۳)

۵۔ عن جابرؓ.... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بیده هکذا من أطراف الأصابع إلٰی أصل الساق وخطط بالأصابع. (ابن ماجة، باب فی مسح أعلٰی الخف وأسفله، ص۸۷، نمبر ۵۵۱) اس سے اشارہ ملتا ہے کہ موزہ کی حد پنڈلی تک ہے۔

۶۔ سألت معمراً عن الخرق یکون فی الخف فقال: إذا خرج من مواضع الوضوء شیء فلا تمسح علیه واخلع. (بیهقی، باب الخف الذی مسح علیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم / مصنف ابن أبی شیبة، فی الرجل یمسح علٰی خفیه ثم یخلعهما)

موزے میں پھٹن ہو اور پاؤں نکل جائے تو اس پر مسح نہ کرے اور کھول کر پاؤں دھوئے۔

۷۔ عن أبی وقاصؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم أنه مسح علی الخفین. (بخاری، باب المسح علی الخفین، ص۳۹، نمبر ۲۰۲ / مسلم شریف، باب المسح علی الخفین، ص۱۳۲، نمبر ۶۲۶/۲۷۴)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خف یعنی چمڑے کے موزے پر مسح کیا ہے اس سے یہ استدلال کیا جائے گا کہ چمڑے کے موزے کی شرطیں ملحوظ رکھی جائیں۔ انیس

موزہ پر مسح کے صحیح ہونے کی شرطیں:

موزہ پہننے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو، کامل طریقہ پر کرے جس میں اعضاء وضو بشمول پاؤں کو دھوئے، پھر موزوں کو پاؤں میں پہن لے اور جب وضو ٹوٹ جائے تو پھر اعضاء وضو کو دھوئے اور پاؤں کے موزوں پر مسح کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ اس لئے موزوں پر مسح کے لئے شرط یہ ہے کہ ان کو طہارت کاملہ (یعنی وضو) کی حالت میں پہنا ہو اور یہ طہارت چاہے پہننے سے پہلے حاصل ہوئی ہو یا پہننے کے بعد، مگر نواقض پیش آنے سے پہلے۔ (رد المحتار: ۲۷۰/۱)

مطلب یہ ہے کہ اگر مکمل وضو کے بعد پہنا ہے تو اس کے بعد وضو کرتے وقت مسح جائز ہے ہی، اور اگر پہلے پیر دھو کر موزہ پہن لیا اور بعد میں وضو کے باقی اعضا کو دھویا تو بھی صحیح ہے۔ نیز وضو کے فوراً بعد موزہ کا پہننا ضروری نہیں ہے، مثال کے طور پر کسی نے نماز فجر کے لئے وضو کیا اور ظہر کی نماز اسی وضو سے ادا کی، اس کے بعد موزہ پہن لیا پھر استنجا کیا اور آ کر عصر کی نماز کے لئے وضو کیا تو وہ اپنے موزوں پر مسح کرے گا۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ: ۱۵۱، ۱۵۲، انیس)

جو مطلب سمجھا ہے، وہ غلط ہے۔(۱) اور مقیم کے لیے وقت حدث سے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن تین رات تک مسح درست ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۲/۲۷)

عورتیں بھی موزوں پر مسح کرسکتی ہیں:

سوال: ہماری والدہ ماجدہ کافی معمر ہیں، سردیوں میں انہیں وضو کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے، ہم نے ان سے کہا کہ آپ موزے پہن لیا کریں، تو کیا عورتیں بھی موزوں پر مسح کرسکتی ہیں؟ (سائل۔دلدار علی، شاہ جمال ٹاؤن، لاہور)

الجواب ـــــــــــــــــــ

عورتیں بھی مردوں کی طرح موزوں پر مسح کرسکتی ہیں۔(۳)

المرأة فی المسح علی الخفین بمنزلة الرجل لاستوائهما فی المعنی المجوز للمسح، کذا فی المحیط، اهـ. (عالمگیری: ج۱ ص۱۹) فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ (خیر الفتاویٰ:۲/۱۳۲)

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ:

سوال: چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ کیا ہے اور مقیم کتنی مدت تک مسح کرسکتا ہے اور مسافر اس کے اندر کیا طریقہ اختیار کریگا اور اس کے لئے کتنی مدت ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کرکے آگے کی طرف رکھے، انگلیاں پورے موزہ پر رکھ دے اور ہتھیلی موزے سے الگ کرکے رکھے، پھر ان کو کھینچ کر پنڈلی کی طرف لے جاوے اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی رکھ دی، اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچ کرلے جائے تو بھی درست ہے۔

(۱) ویجوز من حدث موجب للوضوء إذا لبسهما علی طهارة کاملة ثم أحدث الخ وقوله إذا لبسهما علی طهارة کاملة لایفید اشتراط الکمال وقت اللبس بل وقت الحدث، الخ. (هداية، باب المسح علی الخفین:۱/۵۷، ظفیر)

أن سعد بن أبی وقاصؓ خرج من الخلاء فتوضأ ومسح علی خفیه فقیل له: أتمسح علیهما وقد خرجت من الخلاء قال: نعم إذا أدخلت القدمین الخفین و هما طاهرتان فامسح علیهما و لا تخلعهما إلا لجنابة. (مصنف ابن أبی شیبة، باب ۲۱۸ من کان لایوقت فی المسح شیئاً، ج اول، ص۱۶۸، نمبر۱۹۳۳/ مصنف عبد الرزاق، باب المسح علی الخفین، جلد اول، ص۱۵۴، نمبر۷۶۱) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پاکی کی حالت میں موزہ پہنا ہو تو مسح جائز ہے۔انیس

(۲) یجوز للمقیم یوماً ولیلةً وللمسافر ثلثة أیام ولیالیها. (الهداية، باب المسح علی الخفین:۱/۵۷، ظفیر)

(۳) مسح کے حکم میں عورت اور مرد برابر ہیں، دونوں کے لئے اجازت ہے، البتہ اگر کوئی عورت ایسی ہو جسے بیماری کی وجہ سے خون آتا ہو اور اس نے وضو کرکے موزہ پہنا ہے تو ہر ایک نماز کے لئے نئے وضو کے ساتھ وہ موزہ پر مسح کرے گی۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۲۷۹)

(طہارت کے احکام و مسائل، صفحہ ۱۴۷، انیس)

مقیم کے لئے اس کی مدت ایک دن، ایک رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن، تین رات ہے۔ ہندیہ میں ہے:

وكيفية المسح أن يضع أصابع يده اليمنىٰ علىٰ مقدم خفه الأيمن ويضع أصابع يده اليسرىٰ علىٰ مقدم خفه الأيسر ويمدها إلى الساق فوق الكعبين ويفرج بين أصابعه. (هكذا فى فتاوىٰ قاضيخان) وهو أن يكون فى المدة وهى للمقيم يوم وليلة وللمسافر ثلاثة أيام ولياليها، هكذا فى المحيط. (عالمگیری: جلد اول ص ۱۷) فقط والله أعلم(۱) احقر محمد انور عفا اللہ عنہ (خیر الفتاویٰ: ۲/ ۱۳۱)

---

(۱) <u>مسح کیسے کیا جائے:</u>

مسح کی حقیقت پانی کی تری کا موزوں پر پھیرنا ہے چاہے تر ہاتھوں سے مسح کیا جائے یا کسی اور چیز سے۔ موزے پر مسح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو کیا جائے یعنی مسنون طریقہ پر ہاتھ وچہرہ دھولیا جائے اور سر کا مسح کر لیا جائے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو غیر مستعمل پانی سے تر کیا جائے، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کرکے دونوں پاؤں کے موزوں پر رکھا جائے، داہنے ہاتھ کو داہنے پاؤں اور بائیں ہاتھ کو بائیں پاؤں پر، اور ایک ہی ساتھ دونوں موزوں کا مسح کیا جائے، مسح کی ابتدا پاؤں کی انگلیوں کی طرف سے کی جائے، اور ہاتھ کی انگلیوں کو ٹخنوں (پنڈلی کی جڑ) تک اس طرح کھینچا جائے کہ موزے پر پانی کے خطوط کھینچ جائیں، مسح ہاتھ کی انگلیوں کے اندرونی حصہ سے کیا جائے ان کی پشت سے نہیں، اور مسح کرتے وقت انگلیاں موزے کے اوپری حصہ پر رکھی جائیں، نچلے حصہ پر نہیں، مسح ایک ہی بار کیا جائے۔ (ردالمحتار: ۱/ ۲۷۰)

یہ تو مسح کا مسنون طریقہ ہوا، لیکن اگر کوئی اس طرح مسح نہ کرے تو بھی اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسا مسح کرے جس سے فرض ادا ہو جائے۔

<u>اور مسح کے فرائض یہ ہیں:</u>

موزے کی ظاہری سطح پر (پیر کی جو پشت پر رہتی ہے) مسح کرنا، دونوں موزوں کا پاؤں کی انگلیوں کے مقام سے تسمہ باندھنے کی جگہ کے درمیان ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کے بقدر مسح کرنا۔ خواہ خود ہاتھ سے مسح کرے یا کسی اور چیز سے یا کسی شخص سے مسح کرائے یا خود بخود تر ہو جائیں، جیسے کوئی شخص گھاس میں چلے اور شبنم سے اس کے موزے تر ہو جائیں یا پانی کے پھوار سے اس کے موزے تر ہو جائیں، جائز ہے، اس لئے کہ موزے پر مسح کے لئے نیت ضروری نہیں ہے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ دونوں موزوں کا مسح ایک ساتھ کیا جائے یا پہلے ایک کا پھر دوسرے کا۔ (ردالمحتار: ۱/ ۲۶۸)

<u>اور مسح کا مقام:</u>

موزے کا وہ حصہ ہے جو پاؤں کے اوپر ہوتا ہے، اور یہ مقام پاؤں کی انگلیوں سے لے کر تسمہ باندھنے کی جگہ سے ابھری ہوئی ہڈی تک ہے، اس لئے اگر کوئی شخص موزے کے نچلے حصہ پر یا ایڑی کی طرف مسح کرے تو جائز نہ ہوگا، البتہ اس حصہ پر مسح کرے جو اوپر کا ہو اور پنڈلی سے متصل ہو تو جائز ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/ ۲۶۵) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۱۴۰ تا ۱۴۲)

<u>پاؤں کٹے ہوئے شخص کے لئے مسح کا حکم:</u>

اگر کسی شخص کے دونوں پاؤں ٹخنہ سے کٹ گئے ہوں تو اس شخص کے لئے وضو کرتے وقت یہ حکم ہے کہ کٹنے کی جگہ پر مسح کرے۔ اسی طرح اگر ایسا شخص اس پر موزہ پہن لے تو وہ موزہ پر مسح کرے گا۔ اور اگر اس کا ایک پاؤں ٹخنہ سے اوپر کٹ گیا ہو یا بالکل نہ ہو، البتہ دوسرا پاؤں موجود ہو اور اس نے دوسرے پاؤں میں موزہ پہن رکھا ہو تو اس کے لئے اس موزہ پر مسح کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر ایک پاؤں ٹخنہ سے نیچے کٹ گیا ہو اور اس میں سے تین انگلیوں سے کم مقدار میں حصہ بچا ہو اور دوسرا پاؤں صحیح سالم ہو تو ایسا شخص اپنے موزوں پر مسح نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ جب کٹے ہوئے پاؤں کا کچھ حصہ باقی ہے تو اس کا وضو میں دھونا فرض ہے اور چونکہ تین انگلی سے کم ہے اس لئے اس پر مسح جائز نہیں ہے، اس وجہ سے اس کو دھونا ضروری ہے۔ اور جب ایک پاؤں دھوئے گا تو دوسرے پاؤں کو دھونا بھی ضروری ہوگا، اس پر مسح جائز نہ ہوگا۔ اسی طرح کٹے ہوئے پاؤں کا حصہ اگر تین انگلیوں کی مقدار باقی ہو مگر وہ حصہ پاؤں کے آگے کا نہ ہو بلکہ پیچھے یا نیچے ایڑی کی طرف کا ہو تو بھی اس صورت میں موزہ پر مسح جائز نہ ہوگا، اس لئے کہ جو حصہ باقی ہے وہ مسح کا محل نہیں ہے۔ البتہ اگر کٹے ہوئے پاؤں کا باقی حصہ آگے کی جانب کا ہو اور ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار ہو تو ایسی صورت میں موزہ پر مسح جائز ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/ ۲۸۰، ۲۸۱) (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰، انیس)

موزوں پر مسح کی مدت:

سوال: ایک شخص نے وضو کر کے چمڑے کے موزے پہن لئے، اس کا وضو خفین پہننے کے بعد مثلاً قبل عشا ٹوٹ گیا، اس کو یہ یاد نہیں رہا کہ آٹھ بجے وضو ٹوٹا تھا یا ساڑھے سات بجے، اب اس کی مدت دوسرے دن اس وقت جا کر ختم ہوتی ہے۔ دوسرے دن اس نے عشا کا وضو کیا تو خفین پر مسح کر لیا اور عشا کی نماز سے قبل وضو ٹوٹ گیا تھا۔ یہ مسح چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد نہ کیا ہو صحیح یاد نہیں آیا کہ کس وقت وضو ٹوٹا تھا، غالب گمان ہے کہ ساڑھے سات بجے وضو ٹوٹا ہوگا، دوسرے دن ساڑھے سات بجے کے بعد وضو کیا اور مسح کیا تو اس طرح ۲۴ر گھنٹے سے کچھ زیادہ گذرنے پر یہ مسح صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور اس طرح مسح کر کے جو نماز پڑھی وہ ادا ہوگی یا اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے؟ مطلع فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

۲۴ر گھنٹے پورے ہونے پر مدتِ مسح ختم ہوگئی، ضروری ہے کہ خفین اتار کر پیر دھوئے، اگر اس وقت وضو نہ ہو تو وضو کر کے خفین پہن کر از سرِ نو مدت کا اعتبار ہوگا۔(۱) لہٰذا اس نماز کا اعادہ لازمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۱۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱۲/۸۸ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۹۴/۵)

(۱) وضو میں پاؤں دھونے کی جگہ مسح کرنے کی اجازت آئی ہے، مگر مسح کا حکم مطلق نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ ایک بار وضو کرنے کے بعد اگر کوئی شخص موزہ پہن لے تو اس کے بعد وہ زیادہ سے زیادہ حالت اقامت میں ایک دن ایک رات تک وضو کرتے وقت مسح کر سکتا ہے پھر اس کے بعد موزہ اتار کر وضو کے لئے پاؤں دھونا ضروری ہوگا۔ البتہ اگر کوئی حالت سفر میں ہو تو وہ تین دن و تین رات تک مسح کر سکتا ہے۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد آیا ہے۔ (ذیل میں وہ حدیث آرہی ہے) اس حدیث سے صراحت کے ساتھ مسح کرنے کی مدت کا علم ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ مسح کی مدت کا اعتبار کس وقت سے کیا جائے گا۔ کیا وضو کے وقت سے کیا جائے گا، یا موزہ پہننے کے وقت سے کیا جائے گا، یا موزہ پہننے کے بعد جب وضو کسی وجہ سے ٹوٹ گیا اس وقت سے کیا جائے گا، یا وضو ٹوٹنے کے بعد موزوں پر مسح کرنے کے وقت سے؟ تو اس بارے میں یہ جاننا چاہئے کہ مدت کا اعتبار وضو ٹوٹنے کے وقت سے کیا جائے گا، مثال کے طور پر کسی نے وضو کیا اور اس کے کچھ دیر بعد وضو رہتے ہوئے اس نے موزہ پہنا اور تھوڑی دیر کے بعد سو گیا تو سونے سے چونکہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لئے جس وقت اسے نیند آئی تھی اسی وقت سے مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات کا اعتبار ہوگا اور مسافر کے لئے تین دن تین رات کا ہوگا۔ (الدر المختار مع رد المحتار: ۲۷۱/۱) (طہارت کے احکام و مسائل، صفحہ: ۱۵۲، ۱۵۳)

عن شریح بن هانی قال: أتیت عائشةؓ أسألها عن المسح علی الخفین، فقالت: علیک بابن أبی طالب فاسأله، فإنه کان یسافر مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فسألناه، فقال: جعل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثلاثة أیام ولیالیهن للمسافر و یوماً ولیلةً للمقیم. (مسلم، باب التوقیت فی المسح علی الخفین / أبوداؤد، باب التوقیت فی المسح، انیس)

وهو (أی المسح) جائز بسنة مشهورة ....لمحدث... علیٰ ظاهر خفیه)...(أو جوربیه)...(الثخینین)... (ملبوسین علیٰ طهر تام... (عند الحدث) ثم أحدث جاز أن یمسح (یوماً و لیلةً لمقیم". (تنویر الأبصار مع الدر المختار) وقال العلامة ابن عابدینؒ: "قوله: ومعذور فإنه الخ" ...... وفی الثلاثة الباقیة یمسح فی الوقت فقط فإذا خرج الوقت نزع وغسل، کما فی البحر......آه (رد المحتار: ۲۷۱/۱، باب المسح علی الخفین، سعید. و کذا فی البحر الرائق: ۱۹۵/۱، باب المسح علی الخفین، رشیدیة، و کذا فی مجمع الأنهر: ۷۲/۱، المسح علی الخفین، دار الکتب العلمیة، بیروت، و کذا فی النهر الفائق: ۱۲۱/۱، باب المسح علی الخفین، رشیدیة)

مسافر مدتِ اقامت پوری ہونے کے بعد مقیم ہو جائے تو مسح کا حکم:

سوال:　زید نے مقیم ہونے کی حالت میں ظہر کے وقت موزے پہنے اور مسح کیا، رات کو اچانک سفرِ شرعی پیش آ گیا اور اگلے روز عشا کے وقت واپس گھر لوٹا۔ تو اب وہ موزے اتار کر پاؤں دھوئے یا انہیں پر مسح کرلے؟ بینوا توجروا۔ (سائل محمد افضل، طیب جنرل اسٹور، کالا منڈی، ملتان شہر)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

موزے پہننے کے بعد وقتِ حدث سے لے کر گھر پہنچنے تک مدتِ اقامت (چوبیس ۲۴ گھنٹے) پورے ہونے سے سفر کی رخصت بھی ختم ہوگئی۔ **والمسافر إن أقام بعد ما استكمل مدة الإقامة ينزع خفيه ويغسل رجليه. اهـ (عالمگیری قدیم: ج ۱ ص ۱۷)**

البتہ اگر وضو باقی ہو تو یہ بھی اجازت ہے کہ موزے اتار کر صرف پاؤں دھولے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ پورا وضو دوبارہ کرلے۔(۱) **وبعدهما أي النزع والمضي غسل المتوضي رجليه لاغير. اهـ (درمختار)(قوله غسل المتوضي رجليه لا غير) ينبغي أن يستحب غسل الباقي أيضاً مراعاةً للولاء المستحب وخروجاً عن خلاف مالك ؒ كما قاله سيدي عبد الغني، ثم رأيته في الدر المنتقىٰ مصرحاً بأن الأولىٰ إعادته. اهـ (شامي: ج ۱ ص ۲۵۵) فقط والله أعلم**

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۱۷/۴/۱۴۱۱ھ (خیر الفتاویٰ: ۲/۱۳۵)

موزوں پر مسح کے چند احکام:

سوال:　مندرجہ ذیل عبارت ایک محقق کی کتاب سے تحریر کررہا ہوں ذرا اسے پڑھئے اور جو میرا فہم ہے درست کردیجئے۔ نافع ؒ، عبداللہ ؒ بن عامر، حفص ؒ، کسائی ؒ اور یعقوب ؒ کی قراءت اَرْجُلَكُمْ (بالفتح) ہے، جس سے پاؤں دھونے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور عبداللہ ؒ بن کثیر، حمزۃ بن حبیب ؒ، ابوعمرو بن العلاء ؒ اور عاصم ؒ کی قراءت اَرْجُلِكُمْ (بالکسر) ہے، جس سے پاؤں پر مسح کرنے کا حکم نکلتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ظاہر ہے کہ دراصل ان میں تضاد نہیں، بلکہ یہ دو مختلف حالتوں کے لئے دو الگ الگ احکام کی طرف اشارہ کرتی ہیں، بے وضو آدمی کو وضو

---

(۱)　اگر کوئی مقیم شخص مسح کرنے کے بعد ایک دن اور ایک رات پورا ہونے سے پہلے سفر شروع کردے تو وہ مسافر کی مدت یعنی تین دن وتین رات تک مسح کرے گا (جس میں گذشتہ ایک دن وایک رات شامل ہوگی)۔ اسی طرح اگر کوئی مسافر ایک دن وایک رات یا اس سے زیادہ سفر میں رہا پھر وطن لوٹ آیا، یا وہیں اقامت کی نیت کرلی تو وہ موزہ کو اتار دے گا، مسح نہیں کرے گا بلکہ اگر وہ بے وضو ہے تو از سرِ نو وضو کرے گا جس میں پاؤں دھوئے گا اور اگر ایک دن ورات پورا ہونے سے پہلے وطن لوٹ آیا تو ایک دن ورات کی مدت پوری کرے گا۔ مقیم اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنے وطن (شہر یا گاؤں) میں رہتا ہو، یا ۷۷ کلومیٹر سے کم کے سفر میں ہو، اور مسافر اسے کہتے ہیں جو ۷۷ کلومیٹر کے سفر کے ارادہ سے اپنے وطن کی آبادی سے باہر نکل جائے۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴، مؤلفہ: انیس الرحمٰن قاسمی)

کرنا ہو، تو اسے پاؤں دھونا چاہئے باوضو اگر تجدید وضو کرے تو وہ صرف مسح پر اکتفا کرسکتا ہے، وضو کرکے اگر آدمی پاؤں دھونے کے بعد موزے پہن چکا ہوتو پھر بحالت قیام ایک شب وروز تک اور بحالت سفر تین شب وروز تک وہ صرف موزوں پر مسح کرسکتا ہے، اس میں یہ سوالات ہیں۔

(۱)　حالت قیام میں کیا ۲۴ / گھنٹے تک مسلسل بغیر موزے اتارے ہوئے کے، جس طرح پہرہ دار وغیرہ۔

(۲)　تین شب وروز کے معنی کیا؟ کیا تین شب اور تین روز؟ کیا بغیر موزے اتارے ہوئے کے؟

(۳)　موزے اتارے تو کیا مسح ساقط ہوجائے گا؟

(۴)　ان مسح کی کیفیتوں سے کیا میں صبح نہانے کے بعد (بغیر وضو ترتیب وار کئے) کپڑے جوتا پہنے دفتر پہنچوں اور قرآن پڑھنے کے لئے فرصت کے اوقات اونچے اونچے واش بیسن پر صرف ہاتھ منہ دھولوں اور سر و پیر کا مسح کرلوں تو کیا وضو کامل سے مشرف ہوجاؤں گا؟

(۵)　موزوں سے کیا مراد ہے کیا بند جوتا اور چپل دونوں کو شامل ہے؟

(۶)　کیا مسح میں بھی بال برابر جگہ باقی نہ رہنے کی شرط ہے چاہے تیمّم ہو یا موزوں پر مسح؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

(۱)　جی ہاں، وضو ٹوٹنے کے وقت سے چوبیس گھنٹے تک۔

(۲)　ہاں، تین شب و تین روز تک وضو ٹوٹنے کے وقت سے لے کر۔

(۳)　ہاں، موزے اتارنے سے مسح ساقط ہوجائے گا اور دھونا فرض ہوگا۔

(۴)　ہاں، اگر آپ شرعی موزے پہنے ہوں جن پر مسح جائز ہو اور طہارت کاملہ پر پہنے ہوں تو موزوں پر مسح کرنے سے وضو کامل کا ثواب ملے گا۔

(۵)　موزے سے مراد چرمی جراب یا جوتا ہے جو ٹخنوں سے اوپر تک بالکل بند ہو کہیں سے بھی کھلا نہ ہو۔

(۶)　مسح میں یہ شرط نہیں، تیمّم میں شرط ہے۔ مسائل کی تفصیل کے لئے بہشتی زیور کا مطالعہ رکھنا ضروری ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۱ / جمادی الاخریٰ ۱۳۹۳ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۶۲)

---

(۱)۔ ۱۔　عن صفوان بن عسالؓ قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرنا إذا كنا سفراً أن لا ننزع خفافنا ثلثة أيام ولياليهن إلامن جنابةولكن من غائط وبول ونوم. (ترمذی، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، ص ۲۸، نمبر ۹۶ / نسائی، باب التوقيت في المسح على الخفين للمسافر، ص ۱۸، نمبر ۱۲۷)

۲۔　عن مغيرة بن شعبةؓ قال: غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمرنابالمسح على الخفين ثلاثة أيام ولياليهاللمسافرويوماً وليلةً للمقيم مالم يخلع . (السنن للبيهقي، باب من خلع خفيه بعد ما مسح عليهما، ص ۴۳۴، نمبر ۱۳۷۶ / مصنف ابن أبی شيبة، ۲۲۱، في الرجل يمسح علىٰ خفيه ثم يخلعهما، ج اول، ص ۱۷۰، نمبر ۱۹۶۰) مالم يخلع سے پتہ چلتا ہے کہ موزہ پاؤں سے کھل جائے تو دوبارہ پاؤں دھونا ہوگا۔ ==

ٹخنوں تک موزوں پر مسح کرنے کا حکم:

سوال اگر موزے مضبوط قسم کے چمڑے سے اس طرح بنائے جائیں کہ ان میں ٹخنے چھپ جائیں تو کیا ایسے موزوں پر مسح جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

موزوں پر مسح کے جواز کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان میں ٹخنے چھپے ہوں بلکہ اگر پنڈلی کا کچھ حصہ بھی چھپ جائے تو بھی مسح کرنے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

قال فی الهندية:منهاأن يكون الخف ممايمكن قطع السفربه وتتابع المشی عليه ويستر الكعبين وسترمافوقهاليس بشرط،هكذا فی المحيط،حتی لولبس خفاًلاساق له،يجوزالمسح إن كان الكعب مستوراً.(الفتاوىٰ الهندية،الباب الخامس فی المسح علی الخفين:٣٢١). (۱)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم،ص:۵۵۳)

بوٹ پر مسح کرنے کا حکم:

سوال: اگر ایسے بوٹ پہنے ہوں کہ جن میں ٹخنے چھپ جائیں اور مضبوطی بھی اس درجہ کی ہو کہ ان میں پھٹن نہ ہو تو کیا ان پر مسح کرنا جائز ہے؟ واضح رہے کہ ان میں پیدل چلنا بھی تین میل سے زائد ہوسکتا ہو۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

ایسے بوٹوں میں جوازِ مسح کی تمام شرطیں پائی جاتی ہیں۔لہذا ان پر مسح کرنا جائز ہے۔(۲)

== ۳۔ قال:أتيت عائشة.....فقالت:جعل رسول الله صلی الله عليه وسلم ثلاثة أيام ولياليهن للمسافرويوماًوليلةً للمقيم.(مسلم،باب التوقيت فی المسح علی الخفين / أبوداؤد ،باب التوقيت فی المسح/ نسائی،باب التوقيت فی المسح علی الخفين للمقيم)

۴۔ عن عبد الرحمنؒ بن أبی بكرةؓ عن أبيه عن النبی صلی الله عليه وسلم أنه رخص للمسافرإذا توضأ ولبس خفيه ثم أحدث ...... أن يمسح ثلاثة أيام ولياليهن وللمقيم يوماً وليلةً.(ابن ماجة،باب ما جاء فی التوقيت فی المسح للمقيم والمسافر،ص۸۷،نمبر ۵۵۶)

۵۔ عن الثوریؒ فی المسح علی الخفين قال : .....فإنک تمسح من الحدث حتی كان العصر، فإنک تمسح عليهما حتی العصرمن الغد.(مصنف عبدالرزاق،باب المسح عليهما من الحدث،ج اول،ص۱۶۴،نمبر ۸۰۷)

اس اثر میں ہے کہ حدث سے مسح کی مدت شروع ہوگی،اس سے پہلے نہیں۔انیس

(۱) قال الحصكفیؒ : شرط مسحه ثلاثة أمور:الأول كونه ساتراً محل فرض غسل القدم مع الكعب. (الدر المختارعلٰی صدر رد المحتار، باب المسح علی الخفين:۲۶۱/۱)

(۲) ہمارے زمانہ میں جو اونچے بوٹ ہوتے ہیں ان میں یہ سب شرطیں پائی جاتی ہیں،اس لئے ان پر مسح درست ہوگا،اور ان کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہوگا۔انیس

قال العلامة الحصكفي:(شرط مسحه) ثلاثة أمور: الأول (كونه ساتر)......(القدم مع الكعب) أويكون نقصانه أقل من الخرق المانع،فيجوزعلى الزربول لومشدوداً........(و)الثاني (كونه مشغولاً بالرجل) ليمنع سراية الحدث...... (و)الثالث (كونه ممايمكن متابعة المشي) المعتاد(فيه) فرسخاً فأكثر،قال ابن عابدين: (قوله لومشدوداً)لأن شده بمنزلة الخياطة وهو مستمسک بنفسه بعدالشدكالخف المخيط بعضه ببعض فافهم، وفي البحرعن المعراج: ويجوزعلى الجاروق المشقوق علىٰ ظهرالقدم وله أزرار يشدها عليه تسده لأنه كغيرالمشقوق وإن ظهر من ظهرالقدم شيء فهو كخروق الخف آه.(الدرالمختارمع رد المحتار: جلد۱ص۱۸۲، ۱۸۳،باب المسح على الخفين)(۱)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم،ص:۵۵۵)

صرف بوٹ دھویا جائے پاؤں نہیں، کیا وضو ہوتا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر فوجی یا مجاہد صرف بوٹ دھولے اور پاؤں نہ دھوئے، کیا اس سے وضو درست ہو سکتا ہے؟ بینوا توجروا۔ المستفتی محمد از رم تبوک سعودی عرب۔۷/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب

اگر مسح خفین کی شرائط موجود نہ ہوں تو پاؤں کا دھونا ضروری ہے۔(۲) وھوالموفق۔

(فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم:۶۰)

انگریزی بوٹ پر مسح جائز ہے یا نہیں:

سوال: مسح کرنا ایسے جوتے پر جو فیتہ سے بندھا ہوا ہے اور جس کے کھولنے میں تھوڑی سی طوالت ہو، یا کھولنے اتارنے میں وقت کی تنگی کا اندیشہ ہو، اور وہ جوتا اس قدر اونچا ہو کہ ٹخنے بالکل چھپے رہیں جیسے انگریزی جوتے لانبے ہوتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) قال ابن نجيمؒ: ويجوزعلى الجاروق المشقوق علىٰ ظهرالقدم وله أزرار يشدها عليه تسده لأنه كغيرالمشقوق وإن ظهرمن ظهرالقدم شئ فهو كخروق الخف.(البحرالرائق، باب المسح على الخفين:۱۸۳/۱)

(۲) قال العلامة الحصكفي:(شرط مسحه) ثلاثة أمور: الأول (كونه ساتر)......(القدم مع الكعب) أويكون نقصانه أقل من الخرق المانع،فيجوزعلى الزربول لومشدوداً.......(و)الثاني (كونه مشغولاً بالرجل) ليمنع سراية الحدث...... (و)الثالث (كونه ممايمكن متابعة المشي) المعتاد(فيه) فرسخاً فأكثر،قال ابن عابدين: (قوله لومشدوداً)لأن شده بمنزلة الخياطة وهومستمسک بنفسه بعدالشدكالخف المخيط بعضه ببعض فافهم، وفي البحرعن المعراج: ويجوزعلى الجاروق المشقوق علىٰ ظهرالقدم وله أزرار يشدها عليه تسده لأنه كغيرالمشقوق وإن ظهر من ظهرالقدم شيء فهو كخروق الخف آه.(الدرالمختارمع ردالمحتار: جلد۱ص۱۸۲،۱۸۳،باب المسح على الخفين)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر وہ جوتا انگریزی ٹخنوں سے اوپر ڈھکے ہوئے ہو اور فیتہ جو پشت جوتہ پر ہے، وہ خوب کسا ہوا ہو کہ دونوں طرف خوب ملے رہیں اور جوتا پاک ہو تو اس پر مسح درست ہے، بشرطیکہ طہارت پر پہنا ہو جیسا کہ شامی کی عبارت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے: **ویجوز علی الجاروق المشقوق علیٰ ظهر القدم وله أزرار يشدها عليه تسده لأنه كغير المشقوق الخ.** (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۶۸)

انگریزی بوٹ جو پورے پاؤں کو چھپالے اس پر مسح کا حکم:

سوال: فل بوٹ یعنی اس بوٹ پر جس میں ٹخنے چھپے رہتے ہیں مسح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

فی الدر المختار: باب المسح على الخفين، (شرط مسحه) ثلثة أمور: الأول (كونه ساتر) محل فرض الغسل (القدم مع الكعب) أويكون نقصانه أقل من الخرق المانع فيجوز على الزربول لو مشدوداً إلا أن يظهر قدر ثلثة أصابع (و) الثانی (كونه مشغولاً بالرجل) الخ (و) الثالث (كونه مما يمكن متابعة المشى) المعتاد (فيه) فرسخاً فأكثر آه فی رد المحتار: (قوله لو مشدوداً) لأن شده بمنزلة الخياطة وهو مستمسک بنفسه بعد الشد كالخف المخيط بعضه ببعض فافهم، وفی البحر: عن المعراج: ويجوز على الجاروق المشقوق علیٰ ظهر القدم وله أزرار يشدها عليه تسده لأنه كغير المشقوق وإن ظهر من ظهر القدم شیء فهو كخروق الخف آه قلت: والظاهر أنه الخف الذى يلبسه الأتراک فی زماننا اه. (۲)

چونکہ اس بوٹ میں تینوں شرطیں جواز مسح کی پائی جاتی ہیں جو روایت بالا میں مذکور ہیں اس لئے مسح اس پر جائز ہے۔ البتہ بوجہ اس کے کہ بجائے جوتہ کے مستعمل ہوتا ہے اس لئے یا بوجہ نجس ہونے کے اور یا بوجہ سوء ادب کے بلاضرورت اس سے نماز نہ پڑھنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یوم الاضحیٰ ۱۳۲۲ھ۔ امداد صفحہ ۱۶ ج ۱۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۸۰)

فل بوٹ پر مسح درست ہے یا نہیں:

سوال: موزوں پر مسح کرنا مشروع بلکہ خصائص اہل سنت والجماعت سے ہے اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا موزوں کو استعمال فرمانا لا ریب فیہ ہے اور نعلین مبارک کی نوعیت و ہیئت بھی کتب سیر میں مفصل و مشرح ہے

(۱) رد المحتار، باب المسح على الخفين: ۱/۲۷۴، ظفیر
(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۲۶۱ تا ۲۶۳، باب المسح على الخفين. انیس

اور نقشہ بھی معلوم ہے، جہاں تک سمجھ میں آتا ہے موزہ پہنکر اُن نعلین کا ان پر پہنا جانا قیاس میں نہیں آتا، لیکن کسی کتاب میں مثل شرح سفر السعادۃ ومدارج النبوۃ وروضۃ الاحباب وغیرہ کے یہ امر بالوضاحت نہیں پایا جاتا، جیسا کہ کلاہ وعمامہ کی نسبت تصریح موجود ہے اور فل بوٹ جو ٹخنہ تک یا بعض صورتوں میں اس سے بھی اوپر تک ہوتا ہے وہ حکم موزہ میں داخل معلوم ہوتا ہے اور اگر سوتی یا اونی جراب پر یا بلا جراب کے پہنا جاوے تو اس پر مسح مشروع ہوگا یا نہیں؟

الجواب

موزوں میں بعد مسح، جواز صلوٰۃ کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ طاہر ہوں یعنی نجاست مانع عن الصلوٰۃ اُن میں موجود نہ ہو۔ پس اگر تنہا موزوں کے پہننے میں بھی یہ امر ملحوظ رہے کہ وہ نجس نہ ہوں تو کچھ ضروری نہیں ہے کہ ان کو جوتوں کے ساتھ پہنا جاوے، اگر تنہا موزہ کوئی شخص پہنے ہوئے ہو اور وہ پاک ہوں تو مسح اُن پر لاریب درست ہے اور نماز صحیح ہے۔ باقی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر جوتا بھی پہنتے تھے یا نہیں، تو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتا بھی موزوں پر پہنتے تھے اور جو نقشہ جوتا مبارک کا مشہور ہے اور اس کا موزوں پر پہننا مشکل معلوم ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ موزوں پر دوسری قسم کا جوتا پہنتے ہوں جس میں وہ تسمہ نہ ہوتا ہو جو انگشت میں ہوتا ہے بلکہ صرف پشت قدم پر ایک چمڑے کا حلقہ ہوتا ہو۔ اور علاوہ بریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر صرف موزہ پہنتے ہوں تو آپ کو چونکہ طہارت کا حال معلوم ہوتا تھا اس لئے آپ ان پر مسح فرماتے تھے، اب بھی اگر ایسا ہو تو مسح کو کیا امر مانع ہے۔ اور واضح ہو کہ موزوں میں یہ بھی شرط ہے کہ ساتر قدمین مع الکعبین ہوں، پس اگر کسی قسم کا بوٹ ایسا ہو کہ وہ ٹخنوں سے اوپر تک ہو اور قدمین مع الکعبین پوری طرح اس میں مستور ہو جاویں تو مسح ان پر درست ہے، اور اگر وہ پاک ہیں تو ان کے ساتھ نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۷۵)

ایسا جوتا جس کے اندر گرد وغبار نہ جاتا ہو اس پر مسح:

سوال: اگر وضو بھی ساقط ہو گیا تو اس جوتے پر مسح کر سکتا ہے یا نہیں، جوتہ ایسا ہے جس کے اندر ہوا، گرد وغبار نہیں پہنچ سکتا؟

الجواب

فی الدر المختار: (شرط مسحه)الخ (کونه ساتر)الخ (القدم مع الکعب) أویکون نقصانه أقل

(۱) (شرط مسحه) ثلاثة أمور: الأول (کونه ساتر) محل فرض الغسل (القدم مع الکعب) إلخ (و) الثانی (کونه مشغولاً بالرجل) لیمنع سرایة الحدث الخ (و) الثالث (کونه مما یمکن متابعة المشی) المعتاد (فیه) فرسخاً. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب المسح علی الخفین: ۱/۲۴۱، ظفیر)

من الخرق المانع فيجوز على الزربول لو مشدوداً إلا أن يظهر قدر ثلاثة أصابع، في رد المحتار: لأن شده بمنزلة الخياطة وهو مستمسك بنفسه بعد الشد كالخف المخيط بعضه ببعض فافهم، وفي البحر: عن المعراج: ويجوز على الجاروق المشقوق علىٰ ظهر القدم وله أزرار يشدها عليه تسده لأنه كغير المشقوق وإن ظهر من ظهر القدم شيء فهو كخروق الخف آه قلت: والظاهر أنه الخف الذى يلبسه الأتراک في زماننا. ج ا ص ۲۶۹۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جوتہ مذکور پر مسح بھی جائز ہے، بشرطیکہ چلنے میں اندر سے پاؤں یا جراب نظر نہ آوے،(۲) اور اگر نظر آوے تو پھر سوال میں ظاہر کرنا چاہئے کہ کتنا نظر آتا ہے۔ تتمۂ اولیٰ ص ۸۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۸۰۔۸۱)

ناپاک بوٹ پر مسح درست نہیں ہے:

سوال: (۱)　اگر وضو کرکے لانگ بوٹ جو ٹخنوں سے اوپر تک آتا ہے پہنا جائے اور دوسرے وضو کے وقت اس کے اوپر مسح کیا جائے تو مسح درست ہے یا نہ؟ اور یہ موزہ کا کام شرعاً دے سکتا ہے یا نہ؟ اور نماز درست ہے یا نہ؟

سوال: (۲)　بوٹ کا وہ حصہ جو زمین سے لگتا ہے وہ پاک نہیں رہ سکتا، لیکن تلوے کے اوپر کا حصہ جس پر پیروں کے تلوے لگ رہے ہیں وہ پاک ہے تو اس کو پہنے ہوئے نماز جائز ہے یا نہ؟

الجواب

(۱-۲) جب کہ بوٹ کا نیچے کا حصہ جو زمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں اور اس بوٹ کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۴۲۷)

---

(۱)　الدر المختار مع رد المحتار، باب المسح على الخفين: ج ا ص ۲۶۱ تا ۲۶۳، انیس۔

(۲)　الخف إذا أصابته النجاسة إن كانت متجسدة كالعذرة والروث والمنى يطهر بالحث إذا يبست وإن كانت رطبة الخ لايطهر إلا بالغسل. (عالمگیری کشوری، باب الأنجاس: ۱/۴۲) تطهير النجاسة من بدن المصلى وثوبه والمكان الذى يصلى عليه واجب. (عالمگیری کشوری، باب شروط الصلوة: ۱/۵۶، ظفیر)

موزہ اتنا پھٹ جائے کہ چلنے میں پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہو تو مسح ٹوٹ جائے گا، دوبارہ پیر دھوکر صحیح وسالم موزے کو پہنیں۔ ایک موزے میں اگر کئی سوراخ ہوں ان کو اگر ایک جگہ کیا جائے تو پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر پہنچ جائے تو ایسے موزے پر مسح جائز نہیں، اگر مسح کے بعد ایسا ہوجائے تو مسح ٹوٹ جائے گا، موزہ اتار کر پاؤں دھونا ضروری ہوگا۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۵۵، انیس)

(۳)　اگر موزہ ناپاک ہو تو اس پر مسح جائز نہیں ہے۔ اسی طرح ناپاک چمڑے کا موزہ اگر پہنا ہو، جیسے خنزیر کے چمڑے کا موزہ تو اس کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے اور مسح بھی درست نہیں ہے۔ سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال چاہے وہ حلال کی ہوں یا حرام کی، دباغت سے پاک ہوجاتی ہیں، خواہ کافر دباغت دے یا مسلمان، اسی طرح ان جانوروں کی کھال ذبح کرنے سے بھی بغیر دباغت کے پاک ہوجائے گی۔ (رد المحتار: ۱/۲۳۰) اس لئے ان کے بنے ہوئے موزوں کا استعمال اور ان پر مسح جائز ہے۔ (رد المحتار) (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ: ۱۴۵، ۱۴۶، انیس)

چمڑے کے موزے کے علاوہ موزہ پر مسح:

سوال: مفتیانِ شرع متین کا کیا ارشاد ہے زید وعمر باہم مناظر ہیں، زید کہتا ہے کہ کھال کے موزوں کے سوا مسح ہرگز درست نہیں، ہاں اگر جرابیں پشم کی ہوں یا ڈبل زین کی ہوں اور ایسی مضبوط بنی ہوئی ہوں جس میں گرد وغبار نفوذ نہ کرسکتا ہو اور صلابت ایسی ہو کہ اگر زمین پر رکھی جاویں تو کھڑی رہیں ان پر مسح درست ہے بحوالۂ کتب فقہ ارشاد ہو؟ بینوا توجروا۔

الجواب

زید کا قول صحیح ہے(۱) عینیؒ نے شرح ہدایہ میں اس پر فتویٰ نقل کیا ہے۔(۲)

۲۶/ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ۔تتمۂ ثانی صفحہ:۱۰۴۔(امداد الفتاویٰ جدید:۱/۷۹-۸۰)

جرابوں پر صحت مسح کے شرائط:

سوال: جرابوں پر مسح کرنے کے کیا شرائط ہیں اور کس قسم کی جرابوں پر مسح کرنا صحیح ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب

فی شرح التنویر: الثخینین بحیث یمشی فرسخاً ویثبت علی الساق بنفسه ولا یریٰ ما تحته ولایشف. (تنویر الأبصار مع الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار، باب المسح علی الخفین:۱/۱۷۹)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ موزے خواہ اونی ہوں یا سوتی، ان میں شرائط ذیل ہوں، تو ان پر مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۱) اتنے گاڑھے اور موٹے ہوں کہ اگر بغیر جوتے کے ان کو پہن کر تین میل شرعی چلیں تو وہ نہ پھٹیں، میل شرعی علی الراجح ۴/ہزار ذراع ہے اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایک قدم میں ڈیڑھ ذراع شمار کیا ہے اس حساب سے تین میل شرعی ۸/ہزار قدم ہوئے۔

(۲) ان کو پہن کر پنڈلی پر باندھا نہ جائے تو گریں نہیں۔..... **وخلو کل منهما عن الخرق المانع واستمساکهما علی الرجلین من غیر شد.** اور یہ نہ گرنا ان کے موٹے ہونے کی وجہ سے ہو۔ اگر تنگ ہونے کی وجہ سے یا پلاسٹک کی ڈوری لگی ہوئی ہونے کی وجہ سے نہیں گرتے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

---

(۱) اس زمانہ میں نائیلون اور سوتی یا اونی کپڑے کے جو موزے عام طور پر استعمال ہوتے ہیں، ان پر مسح جائز نہیں، البتہ اگر ان میں چمڑے کے موزے کے اوصاف پائے جائیں تو جائز ہے۔اگر موزہ معدنیات جیسے شیشہ، رانگا، لکڑی، ہاتھی دانت، لوہا وغیرہ کا بنا ہو تو اس پر مسح جائز نہیں۔(ردالمحتار:۱/۱۶۴) پلاسٹک کے موزے پر مسح کرنا جائز ہوگا، بشرطے کہ اس میں موزے کے شرائط پائے جاتے ہوں۔(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ۱۴۴، ۱۴۶، انیس)

(۲) یعنی ثخین سادہ میں امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف مروی ہے، لیکن عام مشائخ کا فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے اور اسی کو علامہ عینیؒ نے نقل فرمایا ہے۔سعید

(۳) ان سے پانی نہ چھنے۔

(۴) ان میں سے پاؤں نظر نہ آئے۔(رد المحتار: ج ا ص ۲۴۸)(ا)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲/ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ(احسن الفتاویٰ:۲/۶۱)

کپڑے کی مروجہ جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں:

سوال: محض کپڑے کی جراب مروجہ پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ایک مولوی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا تھا،اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑے کی جراب پر مسح کرنا ثابت ہے کوئی قید پتلی یا غف کی نہیں ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب

جوربین پر مسح کرنا درست نہیں ہے،اس واسطے کہ جواز مسح علی الجوربین کے لیے چار شرطیں ہیں۔ تین شرطیں تو وہ ہیں جو خفین کے مسح میں بھی ضروری ہیں ایک شرط جوربین کے مسح میں زائد ہے۔

قال في الدر المختار: و(شرط مسحه) ثلٰثة أمور: الأول(كونه ساتر... القدم مع الكعب)... (و)الثاني(كونه مشغولاً بالرجل)الخ(و)الثالث(كونه ممايمكن متابعة المشي)المعتاد(فيه)فرسخاً فأكثر(إلٰى أن قال)أوجوربيه الثخينين بحيث يمشي فرسخاًويثبت على الساق بنفسه ولايرى ماتحته ولايشف،إلخ،درمختارعلى الشامي جلد اول،ص۱۷۹۔(۴)

(ا)۔ا۔ عن مغيرة بن شعبةؓ قال: توضأ النبي صلى الله عليه وسلم ومسح على الجوربين والنعلين. (ترمذى شريف،باب في المسح على الجوربين والنعلين/أبو داؤد،باب المسح على الجوربين)

اس حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربین پر مسح فرمایا اور ایسے جورب پر بھی مسح فرمایا جو منعل تھا۔

۲۔ سمعت ابن عمرؓ يقول: المسح على الجوربين كالمسح على الخفين. (مصنف ابن أبي شيبة: ۲۲۴،من قال:الجوربان بمنزلة الخفين، جلداول،ص۱۷۳،نمبر۱۹۹۴/مصنف عبد الرزاق،باب المسح على الجوربين، جلداول،ص۱۵۷،نمبر۷۸۲) اس اثر میں ہے کہ جورب پر مسح کرنا چمڑے کے موزے پر مسح کرنے کی طرح ہے،اور اس میں نعلین،یا مجلدین کی کوئی قید نہیں ہے،اس لیے مطلق جورب پر بھی مسح کرنا جائز ہوگا۔

۳۔ عن سعيدؒ بن المسيب والحسنؒ أنهما قالا: يمسح على الجوربين إذاكانا صفيقين. (مصنف ابن أبي شيبة،في المسح على الجوربين)اس اثر میں ہے کہ جورب موٹا ہو تو مسح کرے ورنہ نہیں۔

نوٹ: حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بھی اخیر عمر میں موٹے موزے پر مسح کرنے کی طرف رجوع فرمایا ہے۔عبارت یہ ہے: سمعت أبا مقاتل السمرقنديؒ يقول : دخلت علٰى أبي حنيفةؒ في مرضه الذي مات فيه،فدعا بماء فتوضأ وعليه جوربان،فمسح عليهما،ثم قال:فعلت اليوم شيئاً لم أكن أفعله،مسحت على الجوربين وهماغيرمنعلين. (ترمذى،باب ما جاء في المسح على الجوربين والنعلين)اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اخیر عمر میں .ثخینین کی طرف مسح کرنے میں رجوع فرمایا۔انیس

(۴) الدر المختارعلٰى هامش رد المحتار، باب المسح على الخفين:۱/۲۴۸،ظفیر

پس اگر یہ چاروں شرطیں جوربین میں پائی جاویں، تب مسح درست ہوگا، یعنی وہ قدم کو مع ٹخنوں کے ساتر ہوں۔ دوسرے یہ کہ قدم کو مشغول ہوں، یعنی قدم کو ڈھانپ کر کچھ حصہ ان کا باقی نہ بچے، تیسری یہ کہ ان میں چلنے کی عادت بھی ہو، چوتھی یہ کہ ایسے گاڑھے ہوں کہ کوئی چیز ان میں سرایت نہ کر سکے اور چونکہ یہ سب امور جرابہائے مروجہ میں مفقود ہیں۔لہٰذا مسح ان پر جائز نہیں۔(۱)

كما قال الشامي: إنهم أخرجوه لعدم تأتي الشروط فيه غالباً الخ .(۲)

اور مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑے کی جراب پر مسح ثابت ہے، اصلے ندارد اور افتراء اور ناواقفی ہے لغت سے، حدیث میں تو اس قدر ہے:

"أنه عليه الصلوٰة والسلام مسح علىٰ خفيه"، الحديث ملخصاً.(۳)

دوسری حدیث میں ہے: **"أن النبي صلى اللّٰه عليه و اٰله وسلم مسح على الجوربين".(۴)**

غرض خف اور جراب پر مسح ثابت ہے اور خف اور جراب سے مراد وہ موزے ہیں، جو شروط مذکورہ بالا کو جامع ہوں۔ مطلق کپڑے کی جرابیں مراد نہیں ہیں۔فقط

رشید احمد عفی عنہ۔الجواب صحیح: بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ (فتاویٰ دار العلوم: ۲۶۶/۱-۲۶۷)

کپڑے کی منعل جراب پر مسح:

سوال: یہاں ایک شخص ہے اس نے کپڑے کی جراب پر جو معمولی ڈھائی تین آنہ کی ہوگی چمڑے کا پائتابہ سی لیا، بلکہ چند ٹانکے لگا لئے ہیں، پائتابہ بالکل کپڑے کا سا ہے، نہ اونچی ایڑی ہے، نہ انگلیوں کی طرف سے کچھ زیادہ ہے، اب وہ خفین کی طرح اس پر مسح کرتے ہیں، کیا یہ مسح جائز ہے، اور منعل جو آتا ہے اس کی یہی صورت ہے، مجھے دراصل منعل کی صورت میں تردد ہے۔

الجواب

منعل کی صورت تو یہی ہے، کیونکہ صرف اسفل پر چمڑہ کی تصریح معتبرات میں موجود ہے، مگر جراب کرباس کا منعل ہونا مسح کے لئے کافی نہیں ہے، اس واسطے جراب مذکور فی السوال پر مسح بالکل جائز نہیں، جو کہ تفصیل ذیل سے ظاہر ہے

---

(۱) اس زمانہ میں نائیلون اور سوتی یا اونی کپڑے کے جو موزے عام طور پر استعمال ہوتے ہیں، ان پر مسح جائز نہیں، البتہ اگر ان میں چمڑے کے موزے کے اوصاف پائے جائیں تو جائز ہے۔(طہارت کے احکام و مسائل، صفحہ ۱۴۴، انیس)

(۲) رد المحتار، باب المسح على الخفين: ۲۴۸/۱، ظفیر

(۳-۴) جمع الفوائد، المسح على الخفين: ۴۲/۱، ظفیر

الفاظ یہ ہیں: توضأ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ومسح على الجوربين. (للترمذي وأبي داؤد الخ (أيضاً) ظفیر)

عن سعيدؒ بن المسيب و الحسنؒ أنهما قالا: يمسح على الجوربين إذا كانا صفيقين. (مصنف ابن أبي شيبة، ۲۲۳، في المسح على الجوربين، ج اول، ص ۱۷۱، نمبر ۱۹۷۶، انیس)

،اور تفصیل یہ ہے کہ جورب کی چار قسمیں ہیں،اول صفیق منعل،دوم صفیق غیر منعل،سوم رقیق منعل، چہارم رقیق غیر منعل، قسم اول پر بالاتفاق مسح جائز ہے اور دوم پر جواز مسح میں اختلاف ہے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک جائز نہیں اور صاحبینؒ جائز کہتے ہیں،اور فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے جیسا کہ ہدایہ،شرح وقایہ وغیرہ کتب کثیرہ میں موجود ہے،اور امام صاحبؒ نے مرض وفات میں وفات سے تین روز یا سات روز قبل جوربین ثخینین پر مسح کیا اور فرمایا ''**فعلت ما كنت منعت عنه**'' ،اس کلام سے رجوع پر استدلال کیا جاتا ہے،اور ظاہر یہی ہے،گو احتمال یہ بھی ہے کہ بضرورت، مذہب غیر پر عمل کرلیا ہو،مگر فتویٰ کے لئے رجوع کا ثابت کرنا ضروری نہیں بلکہ اہل ترجیح قوت دلیل وغیرہ کی بنا پر بھی فتویٰ دے سکتے ہیں،اور قسم سوم کا حکم عنقریب آتا ہے،اور قسم چہارم پر کسی کے نزدیک مسح جائز نہیں،یہ تفصیل بعض کتب فقہ میں تو مصرح ہے اور بعض سے مفہوم ہوتی ہے اس کے خلاف نہ کسی کتاب میں تصریح ہے نہ احتمال،چنانچہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

وإن مسح على الجوربين فهو على وجوه إن كانا رقيقين غيرمنعلين لايجوز المسح عليهما في قولهم وإن كانا ثخينين منعلين جاز المسح عليهما في قولهم وإن كانا ثخينين غيرمنعلين لايجوز المسح عليهما في قول أبي حنيفةؒ وفي قول صاحبيه يجوز،وعن أبي حنيفة رحمه الله أنه رجع إلى قولهما وهكذا في العناية شرح الهداية والبحر الرائق وخلاصة الفتاوىٰ وغيرها وأيضاً هو المفهوم من مختصر القدوري والكنز وغيرهما من المتون المعتبرة .

اب قسم سوم یعنی رقیق منعل باقی رہی،اور سوال اسی کے متعلق ہے،سو اس کی تحقیق یہ ہے کہ قدوری وکنز وملتقی الابحر وتنویر الابصار کی عبارت سے بظاہر جواز مسح معلوم ہوتا ہے،کیونکہ انہوں نے اپنی عبارت (**وصح على الجرموق والجورب المجلد والمنعل الثخين ونحوه**) میں منعل اور ثخین کو ایک دوسرے پر عطف کیا ہے،جسکا مقتضا یہ ہے کہ منعل پر ہر حال میں مسح جائز ہو خواہ وہ ثخین ہو یا نہ ہو،مگر وقایہ اور نور الایضاح سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے، کیونکہ وقایہ کی عبارت یہ ہے:''**أو جوربيه الثخينين منعلين أو مجلدين**'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک ثخین ہونے کے بعد منعل ہونا شرط ہے،اور بدون ثخانت کے منعل ہونا کافی نہیں،جیسا کہ محشی چلپیؒ نے نہایت بسط کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے،اور اخیر میں لکھا ہے:

''والذي تلخص عندي بعد هذه المباحث أن الجورب (الرقيق) الذي لايجوز عليه المسح إجماعاً إذا جلد أسفله فقط أو مع موضع أصابع الرجل بحيث يكون محل الفرض الذي هو ظهر القدم خالياً بالكلية (ومعلوم أن القدم إذا ظهر بقدر ثلث أصابعها جعل كالخالي بالكلية.منه)لايجوز عليه المسح قطعاً لأنه لاريبة أن منشأ الاختلاف بينه وبين صاحبيه

اکتفائهما بمجرد الثخانة والاستمساک علی الساق وعدم اکتفائه به قائلاً بأنه لایکفی فی جواز المسح ماذکر بل لابد معه من أمر زائد علیه وهو المنعل أو المجلد لیتمکن به علی المشی حتی یکون الجورب باجتماع هذه الأمور فیه فی معنی الخف وإذا انتفی شیء منهما خرج عن کونه فی معناه لأن إلحاق الشیء بالشیء إنما یتأتی إذاکان فی معناه من کل وجه وله مؤیدات کثیرة لایحتمل هذا المختصر إیرادها فتأمل، آه.

اورتحریر مختار میں ہے:فی حاشیةعبدالحلیم مایفید اشتراط الثخانة فی المنعلین لافی المجلدین، الخ. اورنوالایضاح کی عبارت یہ ہے:''صح المسح علی الخفین فی الحدث الأصغر للرجال وللنساء لوکانا من ثخین غیرالجلد سواء کان لهما نعل من جلد أو لا،آه. اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ثخین ہونا منعل کے لئے بھی شرط ہے کہ رقیق منعل پرمسح کافی نہیں، کیونکہ شرط ثالث یعنی'' وکونه مما یمکن متابعة المشی فیه (أی من غیرلبس المداس فوقه''، شامی)اورشرط اول یعنی''کونه ساترالقدم مع الکعب'' اس میں موجود نہیں، یہ گفتگوتو متون متداولہ کے متعلق تھی،جس کا حاصل یہ ہوا کہ اس قسم کا حکم مصرح کسی متن میں نہیں ہے،مگر بعض سے بوجہ اطلاق کے جواز مفہوم ہوتا ہے،اوربعض سے بوجہ تقیید کے عدم جواز اس لئے شروح فتاویٰ کی طرف مراجعت لابدی ہے،سوشروح فتاویٰ سے یہی واضح ہوتا ہے کہ رقیق منعل پرمسح جائزنہیں ہے، کیونکہ خلاصة الفتاویٰ میں جورب منعل کی تفسیر میں ثخونت کی قیدلگائی ہے،ونصه هذا'' وتفسیرالجورب المنعل أن یکون الجورب المنعل کجورب الصبیان الذین یمشون علیهما فی ثخونة الجورب وغلظ النعل یجوز المسح علیه آه علاوہ ازیں خلاصہ میں ہی تصریح ہے کہ جورب کرباس اگرمنعل ہوں تب بھی ان پرمسح جائزنہیں جس کی وجہ بجزرقیق ہونے کےاور کچھ نہیں کماقال: وأجمعوا أنه لوکان منعلاً أومبطناً یجوزالمسح علیه ولوکان من الکرباس لایجوزالمسح علیه آه ،اسی واسطے طحطاوی نےشرح مراقی الفلاح میں لکھا ہے (تحت قوله أوکرباس)وظاهرکلام الحلبی عن الحلوانی والخلاصة أنه لایصح المسح علیه إلا إذاکان مجلداً فلیراجع آه قلت: یندفع الإشکال بما سنحررعلیٰ قول الحلوانی اورعلامہ ابن ہمامؒ فتح القدیر میں لکھتے ہیں:لاشک أن المسح علی الخف علیٰ خلاف القیاس فلایصح إلحاق غیره به إلا إذاکان بطریق الدلالة وهوأن یکون فی معناه ومعناه الساتر لمحل الذی هوبصدد متابعة المشی فیه فی السفر وغیره الخ (ص۱۳۹ج۱)اس سے معلوم ہوا کہ رقیق منعل کافی نہیں، کیونکہ وہ ساترمحل فرض نہیں،ونیز ردالمختار میں شرح منیہ سے نقل کیا ہے:أن مایعمل من بطوخ یجوزالمسح علیه لوکان ثخیناً بحیث یمکن أن یمشی معه فرسخاً من غیرالتجلید والتنعیل وإن کا ن رقیقاً(یجب حمله علیٰ أن رقته

لیس کرقة الکرباس) فمع التجلید أو التنعیل ولو کان کما یزعم بعض الناس أنه لا یجوز المسح علیه مالم یستوعب الجلد جمیع مایستر القدم إلی الساق لما کان بینه وبین الکرباس فرق.

اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ جورب کرباس کے لئے استیعاب جلد یعنی مجلد ہونا ضروری ہے، اور شرح منیہ میں علامہ حلبی نے جورب کی تقسیم اس طرح بیان کی ہے، **ذکر نجم الدین الزاهدی عن شمس الأئمة الحلوانی أن الجورب خمسة أنواع من المرعزی والغزل والشعر والجلد الرقیق والکرباس، قال: وذکر التفاصیل فی الأربعة ومن الثخین والرقیق والمنعل وغیر المنعل والمبطن وغیر المبطن وأما الخامس فلایجوز المسح علیه کیفما کان آه** (اس سے معلوم ہوا کہ کپڑے کے جورب اگر ثخین ہوں تب بھی ان پر مسح جائز نہیں، لیکن علامہ شرنبلالیؒ نے ثخین ہونے کی صورت میں جائز قرار دیا ہے، **کما مر آنفا**، اور جواز کا حکم صحیح ہے، پس حلوانیؒ کے قول میں تاویل کی جاویگی اور تاویل یہ ہے کہ اس زمانہ میں دبیز کپڑا ایسا نہ ہوتا ہوگا جس پر ثخین کی تعریف (یعنی **لاینشفان**) صادق آسکے اور آجکل ڈبل زین وغیرہ ایسے کپڑے موجود ہیں، پس یہ اختلاف اصل مسئلہ میں نہیں ہے، بلکہ اصل اختلاف احوال کی وجہ سے ہے۔، واللہ اعلم) **ونحوه فی التتارخانیة (حاشیة البحر للعلامة الشامی: ص۱۸۲ج۱)**

ان تصریحات سے واضح ہوگیا کہ منعل کے لئے ثخین ہونا شرط ہے، رقیق منعل پر مسح جائز نہیں، اور ان تصریحات کے علاوہ خود ظاہر الروایہ کے الفاظ اس پر دال ہیں: **قال شمس الأئمة السرخسی فی المبسوط: وأما المسح علی الجوربین فإن کانا ثخینین منعلین یجوز المسح علیهما**) یہ متن ہے، اور الفاظ ہیں امام محمد رحمہ اللہ کے جس میں امام صاحبؒ کا قول نقل کررہے ہیں، اس میں منعلین کے ساتھ ثخینین کی بھی قید ہے، اور شمس الائمہؒ اس کی شرح میں یوں تحریر فرماتے ہیں: **لأن مواظبة المشی سفراً بهما ممکن وإن کا نا رقیقین لایجوز المسح علیهما لأنهما بمنزلة اللفافة وإن کانا ثخینین غیر منعلین لایجوز المسح علیهما عندأبی حنیفةؒ لأن مواظبة المشي بهما سفراً غیر ممکن فکانا بمنزلة الجورب الرقیق وعلیٰ قول أبی یوسف ومحمد رحمهما الله یجوز المسح علیهما** (ص۱۰۲ج۱) اس عبارت میں بعد اشتراک قید منعلین کے رقیقین کا مقابلہ ثخینین سے ہے، پس معلوم ہوا کہ رقیقین منعلین پر بالاتفاق مسح ناجائز ہے، اور مضمرات میں امام صاحبؒ کا مذہب بدیں الفاظ نقل کیا ہے:

''**وأما الإمام أولا أنه یشترط في جواز المسح علی الجورب الثخین أن یکون منعلاً أومجلداً**''، یعنی جورب مطلق کا منعل ہونا کافی نہیں، بلکہ ثخین کا منعل ہونا کافی ہے۔ **(مجموعة الفتاویٰ علی الخلاصة: ص۳۷ج۱)**

اور امام طحاویؒ نے فرمایا ہے: **لانری بأساً بالمسح علی الجوربین إذا کانا صفیقین قد قال ذلک**

أبـويـوسف ؒ ومـحـمـد ؒ وأمـا أبـو حـنـيـفة ؒ فإن كان لايرى ذلک حتى يكونا صفيقين ويكونا مجلدين (هـذاعـلٰى رواية الحسن ؒ وهى أن المنعل ماجلد أسفله وأعلاه بحيث يستر الكعبين فالمجلد والمنعل مترادفان وأما فى ظاهر الرواية فالمنعل ماجلد أسفله،فقط ۱۲ منه) فيكونا كالخفين. (ص ۵۸ ج ۱)

غرض یہ کہ امام صاحب ؒ اور صاحبین ؒ میں اختلاف یہ تھا کہ جورب کا ثخین ہونا کافی ہے یا نہیں صاحبین ؒ کافی سمجھتے تھے اور امام صاحب ؒ اس میں منعل ہونے کی شرط لگاتے تھے، اور فتویٰ صاحبین ؒ کے قول پر ہے خواہ رجوع امام کی وجہ سے ہو یا اور کسی وجہ سے، مگر اس رجوع سے یا فتویٰ سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ منعل پر مطلقاً یعنی اس کے رقیق ہونے کی صورت میں بھی مسح جائز ہو جائے، پس کنز وغیرہ کی عبارت تسامح سے خالی نہیں ہے، بلکہ وقایہ کی عبارت میں بھی ایک دوسری قسم کا تسامح ہے، یعنی اس سے رقیق مجلد پر بھی مسح کا عدم جواز مفہوم ہوتا ہے جو خلاف واقع ہے، اور متون میں سب سے اوضح عبارت نور الایضاح کی ہے، **كما لايخفىٰ،الله أعلم وعلمه أتم وأحكم.**

تنبیه: استطراداً خفین کے متعلق ایک ایسا جزئیہ لکھا جاتا ہے جس سے اکثر ناواقف ہیں، وہ یہ کہ جس موزے پر مسح جائز ہے اگر وہ اتنا گھس جاوے کہ بدون جوتہ پہنے ہوئے چلنے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو اس پر مسح جائز نہیں رہتا۔ **كـمـا حرره العلامة الشامى ؒ تحت قول الدر(و) الثالث (كونه مما يمكن المشى المعتاد فيه فرسخاً فأكثر.**

کتبہ الاحقر عبد الکریم عفی عنہ۔ ۱۷؍ شوال ۵۱ھ (امداد الاحکام جلد اول ص: ۳۸۸ تا ۳۹۳)

اونی، سوتی، منعل جرابوں پر مسح:

سوال: اونی، سوتی، جرابوں کو منعلین کرلیا جائے تو اس پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلياً

جائز ہے۔ **كذا فى رد المحتار:** ۱؍۲۷۸۔(۱)

مگر "شرح منیہ" میں سوتی جرابوں پر جو باوجود منعل ہونے کے منع لکھا ہے۔(۲)

اس لئے اس کے خلاف سے بچنا أحوط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶؍۱۲؍۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (فتاویٰ محمودیہ: ۵؍۱۹۳)

(۱) "أمـا الـمسـح على الجوارب، فلا يخلو: إما أن يكون الجورب رقيقاً .... وإما إن كان ثخيناً منعلاً، ففى هـذا الـوجـه يـجـوزالـمسـح بـلا خـلاف الخ". (الـفـتـاوىٰ الـتـاتـارخـانـية:۱؍۲۶۷،الـمسـح عـلـى الـخـفـين،إدارة الـقـرآن،كـراچـى. كـذافـى الـحـلـبـى الـكـبـيـر:۱۲۱،الـمسـح عـلـى الـخـفـين، سهـيـل اكـيـڈمـى لاهـور. كـذا فـى ردالمحتار:۱؍۲۷۰،المسح على الخفين، سعيد،وكذا فى الهداية:۱؍۶۱،المسح على الخفين، شركة علمية)

(۲) "ثم بين المشايخ اختلافٌ فى مقدار النعل الذى يكفى بجواز المسح،قال بعضهم : إذا كان فى باطن الكف أديم، وهو مايلى باطن كف القدم، جا زالمسح .... الخ". (شرح المنية للحلبى الكبير،كتاب الطهارة،آخر فصل فى المسح على الخفين،ص:۱۲۳،سهيل اكيڈمى، لاهور)

منعل ومجلد کی تشریح:

سوال: الرشید ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ میں ایک فتویٰ متعلق مسح میں الفاظ جورب منعل یا مجلد استعمال ہوئے ہیں۔ حقیر جورب اس کو سمجھتا ہے جس کو عرف عام میں جراب کہتے ہیں، اس کی صفت منعل یا مجلد کے معنی میں البتہ شک واقع ہوتا ہے، حقیر کے علم ومعلومات میں مسئلہ مسح میں یہ تفصیل ہے کہ موزہ کے اوپر یا اس کے نیچے اگر جراب ہے تو مسح اس پر جائز ہے۔ الفاظ منعل ومجلد کا مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ اس لیے التماس ہے کہ اس کی تفصیل وتشریح سے مطلع فرمائیں؟

الجواب

جورب منعل وہ ہے کہ جراب کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو۔ درمختار میں ہے:

(والمنعلين) بسكون النون: ماجعل علىٰ أسفله جلدة، إلخ. (۱)

اور جراب مجلد وہ ہے کہ تمام جراب پر چمڑا چڑھا ہوا ہو۔ (۲) الحاصل جراب پر ویسے بلا چمڑے کے مسح درست نہیں ہے۔ (۳) لیکن اگر جراب منعل یا مجلد ہو تو اس پر مسح درست ہے جیسا کہ خفین یعنی چرمی موزہ پر درست ہے پس یہ مسئلہ الرشید میں لکھا گیا ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۷۱-۲۷۲)

منعل ہونے کا مطلب کیا ہے:

سوال: جراب پر مسح کرنے کے لیے اس کے منعل ہونے سے کیا مراد ہے؟ کیا چمڑے کے پتاوے کو جراب کے اندر رکھ لینے سے یا باہر کسی دھاگہ وغیرہ کے ساتھ باندھ لینے سے شرط پوری ہو جاوے گی یا نہیں؟

الجواب

موزہ کے منعل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس جراب کے پیچھے چمڑا لگا ہو اور پیچھے ایڑی پر اور ٹخنہ تک اور آگے پنجہ پر یعنی پشت قدم بقدر موزہ فرض مسح چمڑا لگانے کی فقہا نے تصریح کی ہے، **كذافي الشامي.** (۴) اور وہ چمڑا نیچے اور پنجہ وایڑی پر سلا ہوا ہونا چاہیے، رکھ لینا اور دھاگہ سے باندھ لینا کافی نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۷۵)

---

(۱) الدر المختار علىٰ صدر د المحتار، باب المسح على الخفين: جلد اول ۲۴۹، ظفیر۔

(۲) (قوله والمجلدين) المجلد ما جعل الجلد علىٰ أعلاه وأسفله. (رد المحتار، باب المسح على الخفين: جلد اول ۲۴۹)

(۳) جبکہ جراب باریک ہو۔ وإذا لم يكن منعلاً وكان رقيقاً غير جائز اتفاقاً. (البحر الرائق، باب المسح على الخفين: ۱/۱۹۲، ظفیر)

(۴) (والمنعلين)...... ماجعل علىٰ أسفله جلدة (والمجلدين الخ). (درمختار) (قوله ما جعل علىٰ أسفله جلدة) أى كالنعل للقدم وهذا ظاهر الرواية، وفى رواية الحسن ما يكون إلى الكعب، (قوله والمجلدين) المجلد ماجعل الجلد علىٰ أعلاه وأسفله، إلخ ويؤخذ من هذا ومماقبله أنه لو كان محل المسح وهو ظهر القدم مجلداً مع أسفله أنه يجوز المسح عليه كماقدمناه. (رد المحتار، باب المسح على الخفين: ۱/۲۴۹، ظفیر)

سوتی موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں:

سوال: موزہ ہائے سوتی جو آج کل تمام دنیا میں مروج ہو رہے ہیں، ان پر مسح درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اونی وسوتی جرابوں پر مسح درست نہیں ہے مگر جب کہ وہ ایسے موٹے اور گاڑھے ہوں کہ بقدر ایک فرسخ یعنی تین میل ان کو پہن کر بغیر جوتے کے چل سکے اور پنڈلی پر قائم رہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: **ولو من غزل أو شعر الثخينين بحيث يستمسك ويثبت على الساق بنفسه ولا يرى ماتحته ولا يشف الخ.** (۱) اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ سوتی جرابوں میں غالباً یہ شروط نہیں پائی جاتیں اس وجہ سے ان پر عدم جواز مسح کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (۲) پس بناءً علیہ سوائے چرمی موزہ کے کسی موزہ پر مسح نہ کرنا چاہئے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۲۶۷)

جوربین پر مسح:

سوال: کتب فقہ سے مسح جوربین بمذہب صاحبین رحمہما اللہ ثابت ہے، مگر اس میں شرط ''ثخینین'' کی لکھی ہے اس کی حد تک سمجھ کام نہیں کرتی ہے کہ ''ثخینین'' کی تعریف کہاں تک ہے۔ قدوری میں تو یہ لکھا ہے کہ ''**یشف الماء**'' حاشیہ پر جوہرۂ نیرہ کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ ''**مالا یری ماتحتهما من خلاله**'' اور شرح وقایہ میں ''**یستمسکان علی الساق بلا شد**'' لکھا ہے، ان کتابوں کی رو سے پورا اطمینان قلب کو نہیں ہوتا ہے اس وجہ سے خدمت عالی میں عرض ہے کہ آیا یہ جورب یعنی موزۂ مروجہ جن کو ہم لوگ سردی اور گرمی کے موسم میں پہنتے ہیں خواہ اونی یا سوتی جن میں ڈبل بھی ہوتے ہیں اور ہلکے بھی ہوتے ہیں ان پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

میرے ایک عزیز جن کو علم دینیات میں دخل ہے مگر تقلید سے نسبت نہیں ہے انہوں نے مجھ کو ہدایت کی ہے کہ تم بلا دریغ ان موزوں پر مسح کیا کرو، ان پر مسح احادیث اور کتب فقہ سے پورے طور پر ثابت ہے، اس وجہ سے اس کی تحقیق کرنے کی ضرورت پڑی، کیونکہ تمام علما کی زبانی یہی شروع سے اس وقت تک سننے میں آیا ہے کہ سابر کے موزوں پر مسح ہوسکتا ہے اور جراب کے متعلق مدعی یہ کہتا ہے کہ ''**یستمسکان علی الساق**'' کے معنی یہ ہیں کہ پنڈلی پر موزہ رکا رہے۔ کعب کھلنے نہ پاوے اور مشہور یہ ہے کہ پنڈلی پر کھڑا رہے اور ایک فرسخ دو فرسخ چلنے سے بھی موزہ یعنی جراب گر نہ جاوے۔

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب المسح على الخفين: ۱/۲۴۸، ظفیر
عن سعيدؒ بن المسيب و الحسنؒ أنهما قالا: يمسح على الجوربين إذا كانا صفيقين. (مصنف ابن أبي شيبة، ۲۲۳ في المسح على الجوربين، جلد اول، ص ۱۷۱، نمبر ۱۹۷۶، انیس)

(۲) وقال: خرج عنه ما كان من كرباس بالكسر وهو الثوب من القطن الأبيض الخ وأنهم أخرجوه لعدم تأتي الشروط فيه غالباً الخ. (ردالمحتار، باب المسح على الخفين: ۱/۲۴۸، ظفیر)
والمسئلة كذا في فتاویٰ محمودیہ: ۵/۱۹۳۔ انیس

الجواب

درمختار میں مجموعہ ان سب قیود کو شرط ٹھہرایا ہے اور ان سب شروط کے تحقق کی جو علت ہے یعنی اس کا معنی خف میں ہونا یہ دلیل ہے اس کی کہ ''لایستمسکان'' کے معنی یہی ہے کہ گر نہ جاوے اور حدیث میں جو آیا ہے وہ مجمل و مبہم ہے کیونکہ وہ واقعہ کی حکایت ہے اور حکایت فعل کو عموم نہیں ہوتا، (۱) لہذا دوسرے دلائل کی طرف رجوع کیا جاوے گا، چونکہ ہماری متعارف جرابیں اس شان کی نہیں ہوتیں۔ لہذا ان پر مسح جائز نہیں۔ (۱) فقط

۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۵ھ تتمہ اولیٰ ص ۷۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۷۸۔ ۷۹)

جرابوں اور سوتی موزوں پر مسح کا حکم:

(۲) سوال: اونی یا سوتی موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

(۱) جرابوں پر مسح کرنے کی تین حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت مغیرہؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت بلالؓ سے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور جرابوں اور نعلین پر مسح فرمایا۔ ان میں سے حضرت ابوموسیؓ اور حضرت بلالؓ کی حدیثیں تو ضعیف ہیں البتہ حضرت مغیرہؓ کی حدیث کو امام ترمذیؒ نے ''حسن صحیح'' فرمایا ہے۔ (رواہ الترمذیؒ عن المغیرۃ بن شعبۃؓ قال: توضأ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومسح علی الجوربین، وقال حدیث حسن صحیح، ورواہ ابن حبانؒ فی صحیحہ أیضاً. انیس) لیکن دیگر بڑے بڑے محدثین نے اس پر بھی نقد فرمایا ہے (بحث کے لئے ملاحظہ ہو نصب الرایہ: ۱/ ۱۸۴۔ ۱۸۶، ومعارف السنن شرح ترمذی شریف از حضرت مولانا یوسف صاحب بنوریؒ: ۱/ ۳۴۸، ۳۵۱) علاوہ بریں حدیث اس سلسلہ میں مجمل ہے کہ وہ جرابیں ثخین تھیں یا رقیق پھر سادہ تھیں یا منعل کیونکہ حدیث کے الفاظ ''مسح علی الجوربین والنعلین'' کا مطلب بعض محدثین نے ''مسح علی الجوربین المنعلین'' بیان فرمایا، نیز یہ تعیین بھی ضروری ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وضو واجب تھا یعنی حدث کی حالت میں فرمایا گیا تھا یا مستحب تھا یعنی وضو علی الوضو تھا۔ نیز یہ بھی واضح ہونا ضروری ہے کہ یہ حکم عام ہے یعنی تمام امت کے لئے ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے ورنہ کہا جا سکتا ہے کہ **واقعۃ حال لا عموم لھا** سعید احمد

(۲) کپڑے کے اعتبار سے جرابوں کی خواہ وہ اونی ہوں یا سوتی ہوں، دو قسمیں ہیں ثخین اور رقیق۔ ثخین فقہا کی اصطلاح میں وہ جراب ہے جس کا کپڑا اس قدر دبیز موٹا اور مضبوط ہو کہ اس میں تین میل بغیر جوتے کے سفر کر سکیں اور وہ پنڈلی پر بغیر گیٹس وغیرہ سے باندھے ہوئے قائم رہ سکے بشرطیکہ یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس کی ضخامت اور جرم کے موٹا ہونے کی وجہ سے ہو۔ نیز یہ کہ وہ پانی کو جلدی سے جذب نہ کرے اور پانی اس میں نہ چھنے۔

الغرض ثخین کے لئے تین شرطیں ہیں: ۱۔ ایک یہ کہ اس میں کم از کم تین میل بغیر جوتہ کے سفر کریں تو پھٹے نہیں۔ ۲۔ دوسرے یہ کہ پنڈلی پر بغیر باندھے ہوئے قائم رہ جائے۔ ۳۔ تیسرے یہ کہ اس میں پانی نہ چھنے اور جلدی سے جذب نہ ہو اور جس جراب میں ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جاوے وہ رقیق ہے۔

ثخین و رقیق کی تعریف معلوم ہو جانے کے بعد یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ کپڑے کی جرابوں پر بعض لوگ کچھ چمڑا بھی لگا لیتے ہیں جس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس اعتبار سے فقہا نے جرابوں کی دو قسمیں اور کی ہیں۔ ایک مجلد دوسرے منعل۔ مجلد وہ جراب ہے جس کے نیچے اوپر پورے قدم پر کعبین تک چمڑا چڑھا دیا جائے اور منعل وہ ہے جس کے صرف تلے پر چمڑا چڑھایا گیا ہو اور ہمارے بلاد میں جن جرابوں کے تلے اور پنجے اور ایڑی پر چمڑا چڑھا دیا جاتا ہے وہ بالاتفاق منعل ہے، مجلد میں داخل نہیں ہے۔ اسی لئے البحر الرائق میں منعل کی تعریف یہ کی ہے کہ جس کا چمڑا پورے قدم پر کعبین تک نہ ہو، لہذا یہ مروجہ صورت کوئی مستقل قسم نہ ہوئی بلکہ اقسام دو ہی رہیں مجلد اور منعل۔ ==

الجواب

فی الدر المختار ”أو جوربیه ولو من غزل أو شعر الثخینین بحیث یمشی فرسخاً ویثبت علی الساق بنفسه ولایری ماتحته ولایشف اه“. (۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر اونی یا سوتی موزوں میں یہ چند شرائط ہوں تو ان پر مسح جائز ہے۔

اول: گاڑھے اور موٹے ایسے ہوں کہ صرف ان کو پہنکر اگر تین میل یعنی بارہ ہزار قدم چلیں تو وہ پھٹیں نہیں۔

دوسرے: یہ کہ اگر ان کو پہنکر پنڈلی پر نہ باندھیں تو گریں نہیں۔

تیسرے: اس میں سے پانی نہ چھنے۔

== اس تفصیل وتقسیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ جرابوں کی کل چھ قسمیں ہوگئیں۔ تین قسمیں ثخین کی یعنی ثخین مجلد، ثخین منعل اور ثخین سادہ (یعنی غیر منعل اور مجلد) اور تین قسمیں رقیق کی یعنی رقیق مجلد، رقیق منعل اور رقیق سادہ۔

تفصیل احکام: ان اقسام ستہ میں سے پہلی تینوں قسموں پر باتفاق حنفیہ مسح جائز ہے تیسری قسم میں اگر چہ امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف منقول ہے لیکن ساتھ ہی امام صاحبؒ کا رجوع قول صاحبین کی طرف اور فتویٰ عامہ مشائخ حنفیہ کا قول صاحبینؒ پر منقول ہے اس لئے تیسری قسم بھی مثل متفق علیہ کے ہوگئی۔

باقی تین قسموں (رقیق مجلد، رقیق منعل اور رقیق سادہ) میں یہ تفصیل ہے کہ رقیق مجلد پر مطلقاً بلاکسی تفصیل کے باتفاق حنفیہ مسح جائز ہے اور رقیق سادہ پر مطلقاً بالاتفاق مسح ناجائز ہے اور رقیق منعل میں مشائخ حنفیہ کا اختلاف ہے۔ متقدمین کے کلمات اس کے بارے میں یا تو ساکت ہیں یا عدم جواز کے قائل ہیں اور متاخرین حنفیہ بھی اس پر تو متفق ہیں کہ معمولی سوتی جرابوں کو اگر منعل کرلیا جائے تو وہ مسح کیلئے کافی نہیں صرف وہ اونی جرابیں متاخرین میں زیر بحث واختلاف ہیں جو دبیز اور مضبوط ہوں مگر ثخین کی حد میں داخل نہ ہوں۔ جب ان کو منعل کرلیا جائے تو بعض حضرات اس پر مسح کرنا جائز فرماتے ہیں اور زیادہ تر مشائخ متاخرین اس پر بھی عدم جواز کے قائل ہیں۔

جواز کی تشریح صرف شارح منیہؒ، علامہ شامیؒ اور شیخ عبدالغنی نابلسیؒ سے منقول ہے اور وہ بھی اس کو خلاف تقویٰ قرار دیتے ہیں، ان کے مقابلہ میں صاحب درمختارؒ نے مستقل رسالہ عدم جواز پر لکھا ہے اور خود شامیؒ نے اس قول کی تائید متعدد مشائخ سے نقل کی ہے اور اخی چلپیؒ کی تصریح عدم جواز پر ذکر فرمائی ہے ان کے علاوہ صاحب بدائعؒ، صاحب خلاصہؒ، صاحب بحرؒ، عالمگیری، طحطاویؒ اور مراقی الفلاح سب عدم جواز پر متفق ہیں۔

اس اختلاف کے ساتھ جب اصول پر نظر کی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اصل فریضہ پاؤں کا دھونا ہے جو نص قرآنی سے ثابت ہے لیکن احادیث متواترہ سے ثابت ہوگیا کہ خفین پہننے کی صورت میں مسح بھی کافی ہے۔ لہذا اب اس حکم کو خفین سے متجاوز کرکے جرابوں میں جاری کرنا بھی اس شرط کے ساتھ ہونا چاہئے کہ ان جرابوں کا بحکم خفین ہونا اور تمام شرائط خفین کا ان میں متحقق ہونا یقینی طور پر ثابت ہوجائے اور جس جراب میں شک رہے کہ وہ بحکم خفین ہے یا نہیں اور شرائط خفین اس میں متحقق ہیں یا نہیں؟ ان پر مسح کی اجازت نہ دی جائے بقاعدہ ”الیقین لایزول بالشک“۔

فائدہ: اگر کپڑے کی جرابیں (خواہ موٹے کپڑے کی ہوں یا باریک ہوں) پہنکر ان کے اوپر چمڑے کے موزے پہنے جاویں تو ان پر مسح جائز ہے فتویٰ محققین کا اسی پر ہے گو بعض علماء کرام نے تبعاً لفتاویٰ الشاذی عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

(نوٹ) یہ پورا حاشیہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کے رسالہ ”نیل المآرب فی المسح علی الجوارب“ مندرجہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد اول ص ۲۳ تا ص ۴۸ کا ملخص (جو اسی باب میں آگے آرہا ہے، انیس) ہے۔ فجزاه الله عن المسلمین أحسن الجزاء وبارک الله فی حیاته. سعید۔

(۱) الدر المختار علی صدر ردالمحتار باب المسح علی الخفین: ۲۴۶/۱، انیس

چوتھے: اس کے اندر سے کوئی چیز نظر نہ آوے، یعنی اگر آنکھ لگا کر اس میں سے دیکھے تو کچھ نہ دکھائی دے۔

۱۳؍ ذی قعدہ ۱۳۲۱ھ۔ امداد، ج ۱ صفحہ ۵۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱؍۷۵ تا ۷۷)

جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں:

سوال: جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو کن وجوہ سے اور اگر نہیں تو کیوں؟ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جرابیں تھیں یا نہیں، اگر نہیں تھیں تو موزوں پر جس اصول سے مسح جائز ہے اسی اصول سے جرابوں پر بھی جائز ہے یا نہیں؟ اور کس قسم کی جراب پر مسح جائز ہے؟

الجواب

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے موزوں پر مسح فرمایا ہے، (۱) اگر جرابیں سوتی یا اونی ہوں تو ان پر مسح کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ ایسے گاڑھے ہوں کہ ساق پر (بلا گیٹس وغیرہ کی مدد کے) ثابت (قائم) رہیں اور تین میل کا سفر تنہا ان میں ہو سکے۔ یا وہ جرابیں مجلد و منعّل ہوں۔ منعل وہ ہیں کہ نیچے چمڑا لگایا ہو اور مجلد وہ ہیں کہ اس تمام پر چمڑا چڑھایا گیا ہو۔ درمختار میں ہے:

علیٰ ظاهر خفيه أو جرموقيه الخ أو جوربيه ولو من غزل أو شعر الثخينين بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يرى ماتحته ولا يشف الخ والمنعلين والمجلدين، إلخ. (۲)

اس عبارت کا حاصل وہی ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱؍۲۶۸ و ۲۶۹)

جراب پر مسح کرنا:

سوال: جراب پر مسح کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر جرابیں پتلی ہوں تو اس پر مسح جائز نہیں اور اگر اس قدر موٹی اور سخت ہوں کہ پنڈلی پر کھڑی رہیں اور بغیر باندھے چلنے میں کوئی دقت نہ ہو نیز اوپر سے بدن کا حصہ بھی نہ جھلکے اور پانی کا اثر قدم تک نہ پہنچے خواہ سوتی ہوں یا ریشمی، چمڑے کی ہوں یا بالوں کی، ہر صورت میں ان پر مسح کرنا صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے اور موزہ کے حکم میں ہیں۔ لیکن امام صاحبؒ کے نزدیک جب تک وہ مجلد یا منعل نہ ہوں تو مسح جائز نہیں مجلد وہ جراب کہلاتی ہے کہ جس کے اوپر اور

(۱) عن شهر بن حوشب قال رأيت جرير بن عبدالله توضأ ومسح على خفيه فقلت له في ذلك فقال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ ومسح على خفيه. (ترمذی باب المسح علی الخفین: ۱؍۱۴، دیوبند، انیس)

(۲) المغيرة بن شعبة قال: توضأ النبي صلى الله عليه وسلم ومسح على الجوربين، وقال ابو عيسىٰ هذا حديث حسن صحيح. (ترمذی باب في المسح على الجوربين: ۱؍۱۵، دیوبند، انیس)

(۳) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب المسح على الخفين: ۱؍۲۴۶، ظفیر

نیچے چمڑا ہوا اور منعل وہ کہلاتی ہے جس کے نیچے چمڑا لگا ہو بیان کیا جاتا ہے کہ آخر میں امام اعظمؒ نے صاحبینؒ کے قول کی طرف رجوع کرلیا تھا۔ درمختار میں ہے: (أو جوربيه) ولو من غزل أو شعر (الثخينين) بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولايرى ما تحته ولايشف الماء، انتهٰى. (۱)

اور قاضی خان میں ہے: وإن مسح على الجوربين فهو على وجوه إن كانا رقيقين غير منعلين لا يجوز المسح عليهما في قولهم وإن كانا ثخينين منعلين جاز المسح عليهما في قولهم والثخين أن يقوم على الساق من غير شد ولايسقط ولاينشف وقال بعضهم لاينشفان ومعنى قوله لاينشفان أي لايجاوز الماء إلى القدم وقيل معنى قوله لايشفان أي لا ينشف الجورب الماء إلى نفسه كالأديم والصرم إن كانا ثخينين غير منعلين لايجوز المسح عليهما في قول أبي حنيفةؒ وفي قول صاحبيه يجوز وعن أبي حنيفةؒ أنه رجع إلى قولهما قبل موته، انتهٰى. (۲)

مسئله: جرابیں کسی قسم کی ہوں اگر وہ اس قدر موٹی ہیں کہ بغیر باندھے پنڈلی پر کھڑی رہیں اور چلنے میں کوئی دشواری نہ ہو اور قدم نہ جھلکے نیز پانی بھی اس میں اثر نہ کرے خواہ وہ منعل ہوں (نیچے کی جانب چمڑا ہو) یا مجلد (جس کے اوپر اور نیچے چمڑا لگا ہوا ہو) جو پورے قدم کو چھپالے یا اوپر کی جانب صرف اتنا چمڑا ہو جو محل مسح کو چھپائے تو مسح جائز ہے۔ لیکن اگر اوپر کی جانب صرف انگلیوں پر لگا ہوا ہو باوجودیکہ نیچے موجود ہو مگر مسح جائز نہ ہوگا اور اگر وہ غیر منعل اور غیر مجلد ہوں تو اس صورت میں بھی صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ کا قول اول یہ ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے کے واسطے علاوہ موٹی ہونے کے، مجلد یا منعل ہونا شرط ہے مگر بعد میں وفات سے تین دن یا چھ دن قبل صاحبینؒ کے قول کی طرف رجوع کیا (كذا في المضمرات) صدر الشریعہ فرماتے ہیں کہ صاحبینؒ کے قول پر ہی فتویٰ ہے۔

اور شرح غرر میں ہے: كان الإمام لايجوّز أوّلاً ويجوّز صاحباه ثم رجع إلى قولهما، و به يفتىٰ.

ہدایہ میں ہے: وعنه أنه رجع إلى قولهما وعليه الفتوىٰ. (۳)

اور شرح حمید الدین میں ہے: أنه صح أنه مسح على جوربيه في مرضه، وقال: فعلت ما كنت أمنع الناس عنه و هذا رجوع إلى قولهما. (۴)

---

(۱) الدر المختار على صدر رد المحتار، باب المسح على الخفين: ۲۶۹/۱، انیس

(۲) فتاوىٰ قاضي خان على الفتاوىٰ الهندية: ۵۱/۱، ۵۲، انیس

(۳) هداية: ۶۱/۱، انیس

(۴) سمعت أبا مقاتل السمرقنديؒ يقول: دخلت على أبي حنيفةؒ في مرضه الذي مات فيه، فدعا بماء فتوضأ وعليه جوربان، فمسح عليهما، ثم قال: فعلت اليوم شيئاً لم أكن أفعله، مسحت على الجوربين وهما غير منعلين. (ترمذي، باب ما جاء في المسح على الجوربين والنعلين، انیس)

اور شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں: هـذا الكلام يحتمل أن يكون رجوعاً إلى قولهما ويحتمل أن لا يكون رجوعاً ويكون اعتذاراً بما أخذ بقول المخالف للضرورة فلا يثبت الرجوع بالشک انتهیٰ. (۱)

(فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو: ص ۱۹۶)

جرابوں پر مسح کے شرائط:

سوال جرابوں پر مسح کرنے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ نیلون کی بنی ہوئی جرابوں پر مسح کرتے ہیں۔ از روئے شرع ایسی صورت میں وضو ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب

احادیث متواترہ سے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے، موزے عموماً چمڑے کے بنے ہوتے ہیں اس لیے مطلق جراب پر مسح جائز نہیں، البتہ علمانے جرابوں پر مسح کرنے کے لیے چار شرائط ذکر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ایسی گاڑھی اور موٹی ہوں جن میں تین میل (بارہ ہزار قدم) بغیر جوتے کے چلنا ممکن ہو۔

(۲) پہننے کے بعد پنڈلیوں پر خود چپکی رہیں اور نیچے نہ گریں۔

(۳) پانی نیچے سے جذب نہ کریں۔

(۴) جرابوں میں دیکھنے سے اندر پاؤں کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔

چونکہ موجودہ نائیلون کی جرابوں میں یہ شرائط نہیں پائی جاتیں اس لیے ان پر مسح کرنا جائز نہیں، ایسی صورت میں وضو ناقص رہے گا۔

قال الحصكفيؒ: (أو جوربيه) ولو من غزل أو شعر (الثخينين) بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يرىٰ ما تحته ولا يشف إلا أن ينفذ إلى الخف قدر الفرض (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب المسح على الخفين: ۱/۲۶۹) (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۲/۵۵۵)

جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں:

سوال: (۱) سوتی یا اونی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا دہرانی چاہئے؟

---

(۱) یعنی شمس الائمہ حلوائیؒ فرماتے ہیں کہ: اس کلام میں یہ احتمال ہے کہ امام صاحبؒ کا صاحبین کے قول کی طرف رجوع ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ رجوع نہ ہو بلکہ بدرجۂ مجبوری مخالف کے قول کو اختیار کر لیا ہو، لہذا شک کی بنیاد پر رجوع ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔ انیس

(۲) قال ابن نجيمؒ: (قوله والجورب المجلد والمنعل والثخين) أي يجوز المسح على الجورب إذا كان مجلدا أو منعلاً أو ثخيناً (وبعد أسطر) والثخين أن يقوم على الساق من غير شد ولا يسقط ولا يشف، وفي التبيين: ولا يرىٰ ما تحته. (البحر الرائق، باب المسح على الخفين: ج ۱/۱۸۲، ومثله في خلاصة الفتاوىٰ، باب المسح على الخفين: ۱/۲۸)

سوال: (۲) کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ قدوری میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جواز مسح پر ہے، علماء حنفی اگر نہ پڑھیں تو ان کا قصور ہے؟

سوال: (۳) سائل نے انہی صاحب سے سوال کیا کہ علماء احناف کا فتویٰ بھی جواز پر ہے، انہوں نے جواب دیا کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ تو ہے کسی مسخرہ کا فتویٰ نہ ہوگا۔ ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

سوال: (۴) کیا قدوری میں جواز کا فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موجود ہے؟

الجواب

(۱) سوتی اور اونی جرابیں معمولی جن میں شرائط جواز مسح موجود نہ ہوں مسح کرنا درست نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوئی۔ اس نماز کو دوہرانا چاہئے، جبکہ اس نے باوجود نہ موجود ہونے شرط جواز کے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ (۱)

(۲) امام صاحب رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جرابوں پر اگر چمڑا چڑھا ہوا ہو تو مسح ان پر جائز ہے ورنہ نہیں اور صاحبین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر جرابیں ایسی موٹی اور دبیز ہوں کہ وہ خود ساق پر ٹھہر سکیں اور پانی ان میں نہ چھنے اور تین میل تک تنہا ان کو پہن کر چل سکے اور وہ نہ پھٹیں تو اس وقت جرابوں پر مسح درست ہے ورنہ نہیں، **كذا في ردالمحتار**. (۲) فقط

(۳) ایسا کہنے والا فاسق وعاصی ہے، اور جاہل ہے کتب فقہ سے، کیونکہ وہ اگر واقف ہوتا تو ایسا نہ کہتا۔

درمختار میں ہے: **(أوجوربيه)...... الثخينين بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولايرىٰ ماتحته ولايشف،إلخ.** (۳)

اس عبارت سے جرابوں پر مسح کے جواز کی شرائط کا حال معلوم ہوسکتا ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ آج کل کے مروجہ سوتی واونی جرابوں میں یہ شرائط نہیں پائی جاتیں۔

ثم قال: (والمنعلين)...... (والمجلدين)، الخ، وفي الشامي: ماذكره المصنف من جوازه على المجلد والمنعل متفق عليه عندنا، وأما الثخين فهو قولهما، وعنه أنه رجع إليه وعليه الفتوىٰ. (۴)

---

(۱) (أوجوربيه) ولو من غزل أوشعر (الثخينين) بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يرى ما تحته ولايشف (درمختار) حيث علل عدم جواز المسح على الجورب من كرباس بأنه لا يمكن تتابع المشي عليه. (رد المحتار، باب المسح على الخفين: جلداول ۲۴۸) ثم المسح على الجورب إذا كان منعلاً جائز اتفاقاً وإن لم يكن منعلاً وكان رقيقاً غيرجائز اتفاقاً. (البحر الرائق، باب المسح على الخفين: ۱۹۲/۱، ظفیر)

(۲) وأما الثخين فهو قولهما، وعنه أنه رجع إليه وعليه الفتوىٰ. (رد المحتار، باب المسح على الخفين، تحت قول الدر: و المجلدين: ۲۴۸/۱۔۲۴۹، ظفیر)

(۳) الدر المختار مع رد المحتار، باب المسح على الخفين: جلداول: ۲۴۸، ظفیر

(۴) الدر المختار مع رد المحتار، باب المسح على الخفين: جلداول: ۲۴۹، ظفیر

(۴) جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کی وہی شرطیں ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں، مطلقاً جرابوں پر مسح کو جائز کہنا بحوالہ قدوری کے غلط ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۰۲۷۔۲۷۱)

نائیلون کے موزے پر مسح کا حکم:

سوال: ہمارے یہاں کشمیر میں بہت زیادہ سردی ہوتی ہے، رات میں درجۂ حرارت زیرو ڈگری ہو جاتا ہے، کیا ایسی حالت میں نائیلون کے موزے پر مسح جائز ہے؟ ''تعلیم الاسلام'' میں صرف موٹے اونی، سوتی موزے کا ذکر ہے جن کو پہن کر تین میل چلا جا سکتا ہو۔ نائیلون کا موزہ اس شرط کو پورا کرتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جو موزہ چمڑے کا نہ ہو لیکن ایسا دبیز ہو کہ اس میں پانی نہ چھنتا ہو اور اس کو پہن کر میل بھر پیدل چلنا بھی دشوار نہ ہو تو ایسے موزے پر بھی مقیم کو ایک دن ایک رات اور مسافر کو تین دن تین رات مسح کرنے کی شرعاً اجازت ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۵/۱۰/۹۴ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۹۵/۵۔ کذا فی فتاویٰ رحیمیہ: ۲۷۹/۴)

نائیلون یا سوتی موزوں پر مسح درست ہے یا نہیں:

سوال: نائیلون، کپڑے کے موزوں پر مسح درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

جواز مسح علی الخفین میں اصل خفین ہیں اور خفین چمڑے کے موزوں کا نام ہے اور یہ حکم غیر مدرک بالقیاس ہے، اس لیے قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ غیر چمڑے کے موزوں پر بھی مسح جائز ہی نہ ہو، لیکن قیاس خفی اور استحسان کی مدد سے غیر چمڑے کے موزوں پر بھی (خواہ نائیلون ہو یا سوتی وغیرہ ہو) جن میں خفین کے خصوصی اوصاف واحوال پائے جاتے ہوں، ان پر بھی جواز مسح کی گنجائش نکلتی ہے اور وہ خصوصی احوال واوصاف یہ ہیں کہ:

''خفین ساتر للقدمین مع الکعبین'' ہوتا ہے اور عضو مستور کا کوئی حصہ اوپر سے نظر نہیں آتا، اور مسح کی تری

---

(۱) وإذا لم یکن منعلاً و کان رقیقاً غیر جائز اتفاقاً. (البحر الرائق، باب المسح علی الخفین: ۱۹۲/۱، ظفیر)

(۲) (أوجوربیه) ولو من غزل أوشعر (الثخینین) بحیث یمشی فرسخاً ویثبت علی الساق بنفسه ولا یری ماتحته ولا یشف إلاأن ینفذ إلی الخف قدر الفرض (الدر المختار) قال ابن عابدینؒ (قوله ولو من غزل أوشعر) خرج عنه ما کان من کرباس وهو الثوب من القطن الأبیض ویلحق بالکرباس کل ما کان من نوع الخیط کالکتان والأبریشم ونحوهما...أقول الظاهر أنه إذا وجدت فیه الشروط یجوز، وأنهم أخرجوه لعدم تأتی الشروط فیه غالباً الخ. (رد المحتار: ۲۶۹/۱، باب المسح علی الخفین، سعید. کذافی الحلبی الکبیر: ۱۲۱، باب المسح علی الخفین، سہیل اکیڈمی لاہور، کذافی فتاویٰ حقانیة: ۶۱۵/۲، نائیلون کی جرابوں پر مسح کرنے کا حکم، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ، خٹک، کذا فی کفایة المفتی: ۳۲۱/۲، دار الاشاعت کراچی)

اندر حصہ تک نہیں پہنچتی، اور بغیر جوتا پہنے اور بغیر باندھے ہوئے چلا جائے تو میل دو میل اس طرح چل سکتے ہیں کہ نہ تو وہ کٹے گا اور نہ ساق سے نیچے اترے گا۔

پس جو موزہ غیر چمڑے کا خواہ نائیلون کا ہو خواہ سوتی یا اونی ہو۔ ان اوصاف کا حامل ہو یعنی اگر اتنا موٹا ہو کہ مسح کی تری جسم تک نہ پہنچے، اور اتنا مضبوط ہو کہ بغیر جوتا پہنے اور بغیر باندھے ہوئے میل دو میل چلے تو نہ کٹے، اور نہ پیر سے نکلے تو اس پر مثل خفین کے مسح جائز رہے گا۔ (۱) کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۴۲/۱)

سوت یا ریشم یا اون کے موزوں پر مسح کرنا درست ہے یا نہیں:

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ، دہلی، مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۸۲ء)

سوال: موزہ اگر پہنے ہو رات کو یا صبح کو نماز کے لیے وضو کی ضرورت ہو اور بوجہ سردی کے موزہ اتار نہ سکے تو اس پر تیمّم (مسح) کرنا جائز ہے یا نہیں؟ موزہ سوت یا ریشم یا اون کا ہے۔

(۱) موزہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پیر ٹخنے تک چھپے رہیں اور سردی سے حفاظت ہو، اور موزہ ایسی چیز کا بنا ہوا ہو اور دبیز ہو جس کو عام طور پر آدمی پہن کر چل پھر سکے اور بغیر باندھے پیر پر رک جائے۔ اور باہر سے پانی اندر نہ جائے، ایسا موزہ عمومی طور پر چمڑے کا ہوتا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موزہ چمڑے کا تھا (طحطاوی: ص ۷۰) اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جو موزے استعمال کئے اور ان پر مسح کیا وہ بھی ایسے ہی تھے۔ لیکن موزہ چمڑے کا ہونا ضروری نہیں ہے، اگر دبیز و موٹے مضبوط کپڑے کے موزے ہوں یا فوم کے ہوں تو ان پر بھی مسح جائز ہے۔ البتہ اس طرح کا جو بھی موزہ ہو اس میں مندرجہ ذیل شرطیں پائی جانی ضروری ہیں:

۱۔ وہ موزہ ٹخنوں سمیت پاؤں کے اس پورے حصہ کو چھپائے جس کا دھونا وضو میں فرض ہے اور موزہ صحیح سالم ہو، اس میں پھٹن نہ ہو، اور اگر پھٹن ہو تو پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار سے کم ہو۔ اگر موزہ صرف پیر کی انگلیوں پر سے پھٹا ہوا ہے تو تین انگلیوں سے کم کے اوپر سے پھٹا ہوا ہے تو اس پر مسح جائز ہے، مثلاً انگوٹھا اور اس کے برابر والی انگلی کے اوپر سے موزہ پھٹا ہوا ہے تو اس پر مسح کرنا جائز ہے اور اگر انگلیوں کے علاوہ حصہ پر بھی پھٹن ہے اور پھٹن پیر کی تین چھوٹی انگلیوں سے کم ہے تو اس پر مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔ (طحطاوی: ص ۷۰) ۲۔ موزہ پاؤں سے چپکا ہوا ہو۔ ۳۔ اور اس قدر مضبوط ہو کہ اس کو پہن کر معمول کی رفتار سے ایک فرسخ (دو میل) یا اس سے زیادہ چلنا ممکن ہو۔ (ردالمحتار: ۲۶۱/۱۔ الھدایۃ: ۵۰/۱) ۴۔ اسی طرح موزہ ایسا دبیز ہو کہ نیچے کی جلد نظر نہ آئے۔ ۵۔ اور نہ وہ پانی کو جذب کرے، یعنی اگر پانی ڈالا جائے تو وہ نیچے کی سطح تک نہ پہنچے۔ ۶۔ اور بغیر باندھے پیروں میں رہ سکے۔ (طہارت کے احکام ومسائل، ص ۱۴۲ تا ۱۴۴، انیس الرحمٰن قاسمی)

(ولايجوز المسح على الجوربين عند أبي حنيفة رحمه اللّٰه إلا أن يكونا مجلدين أومنعلين، وقالا: يجوز إذا كانا ثخينين لايشفان لماروي أن النبي عليه السلام مسح علىٰ جوربيه، ولأنه يمكنه المشي فيه إذا كان ثخيناً وهو أن يستمسك على الساق من غير أن يربط بشيء فأشبه الخف، (إلىٰ قوله) وعنه أنه رجع إلىٰ قولهما وعليه الفتوىٰ. (هداية: ۶۱/۱، باب المسح على الخفين) لاَ شک أن المسح على الخف على خلاف القياس فلا يصح إلحاق غيره به إلاإذا كان بطريق الدلالة وهو أن يكون في معناه، ومعناه الساتر لمحل الفرض الذى هو بصدد متابعة المشى فيه فى السفر وغيره للقطع بأن تعليق المسح بالخف ليس لصورته الخاصة بل لمعناه للزوم الحرج في النزع المتكرر الخ. (فتح القدير مع العناية: ۱۰۹/۱، كتاب الطهارة)

الجواب

چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے۔ اگر اونی یا سوتی موزے بھی اس قدر دبیز اور موٹے ہوں کہ ان پر سے پانی نہ چھنے تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی (کفایت المفتی:۲/۲۷۱)

کرمچ کے موزہ پر مسح درست ہے:

سوال: اگر کرمچ کا موزہ ایسا ہو جس پر چمڑا سلا ہوا ہو، مثلاً پنجہ اور برابروں پر اور ایڑی بھی چمڑے کی ہو اور تلہ بھی چمڑے کا ہو اور بعض جگہ کرمچ ہو اور فیتہ باندھنے کی جگہ پر بھی چمڑا ہو اور کرمچ ایک قسم کا ٹاٹ سَن کا بنا ہوا، ایسا گاڑھا ہوتا ہے کہ اس میں کپڑے کی طرح پانی نہیں پھوٹتا اور نہ وہ پانی لگنے سے فوراً نرم پڑ سکتا ہے، ان سب صورتوں میں ان پر مسح جائز ہے یا نہیں، اور اگر جائز ہے تو اگر سوائے تلہ کے اور چمڑا نہ لگا ہو تب بھی جائز ہے یا نہیں، اور اگر اس میں بھی جائز ہے تو بدون چمڑے کے یعنی محض کرمچ کا موزہ ہو تب بھی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

کرمچ کی جو صورت بیان کی گئی ہے اس حالت میں تو اگر چمڑا اس پر بالکل بھی نہ لگایا جائے جب بھی مسح درست ہے۔

قال في المنية وشرحها: ويجوز المسح على الخفاف المتخذة من اللبود التركية لإمكان قطع المسافة بها حتى قالوا: لو شاهد أبو حنيفة صلابتها لأفتٰى بالجواز لشدة دلكها وتداخل أجزائها بذلك حتى صارت كالجلد الغليظ وأجمعوا علىٰ جواز المسح عليها بطريق الدلالة كما تقدم آه وفيه أيضاً: وحد الجورب الثخينين أن يستمسك ويثبت على الساق من غير أن يشده بشيء آه، والمراد استمساكه بصلابته وغلظته دون جدته وضيقه، والحد بعدم جذب الماء كما في الأديم علىٰ مافهم من كلام قاضي خان أقرب وبما تضمنه وجه الدليل وهو ما يمكن فيه متابعة المشي أصوب آه . (ص۱۱۹)

قلت: وهذه الشرائط كلها موجودة في القرمض فلا شك في جواز المسح عليه عندهم.

مگر احتیاط یہ ہے کہ تلہ چمڑے کا لگا لیا جائے تو پھر بہت اچھا ہو جائے گا، تلے کے سوا اور کسی جگہ چمڑے کے لگانے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم ۲۲ / رجب ۱۳۴۳ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول ص ۳۸۸)

---

(۱) (ولا يجوز المسح على الجوربين عند أبي حنيفة رحمه الله إلا أن يكونا مجلدين أو منعلين، وقالا: يجوز إذا كانا ثخينين لا يشفان لماروي أن النبي عليه السلام مسح علىٰ جوربيه، ولأنه يمكنه المشي فيه إذا كان ثخيناً وهو أن يستمسك على الساق من غير أن يربط بشيء فأشبه الخف، (إلىٰ قوله) وعنه أنه رجع إلىٰ قولهما وعليه الفتوىٰ. (الهداية: ۱/۱۶، باب المسح على الخفين، انیس)

رسالہ ”نیل المآرب فی المسح علی الجوارب“:

الحمد للّٰہ و کفیٰ و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. أما بعد: ہمارے بلاد میں جو کپڑے کی جرابیں رائج ہیں ان کو مجلد یا منعل بنانے کے بعد ان پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں اور ہے تو کن شرائط کے ساتھ یہ مسئلہ کثیر الوقوع ہے دار الافتاء دار العلوم دیو بند میں بھی اس کے متعلق بکثرت سوالات آتے رہتے ہیں حال میں ”ہوتی مردان“ علاقہ سرحد کے بعض علما کی طرف سے یہ سوال آیا اور علما کے باہمی اختلاف اور شامی وغیرہ کے بیانات میں اضطراب نقل کر کے قول فیصل لکھنے کی فرمائش کی گئی، احقر چونکہ پہلے سے اس مسئلہ کی تنقیح کی ضرورت محسوس کر رہا تھا اس لئے جس قدر کتب فقہ متقدین ومتاخرین کی احقر کے سامنے تھیں اپنی ہمت وفرصت کے مطابق ان کو دیکھ کر جو کچھ سمجھ میں آیا پیش کرتا ہے۔ **واللّٰہ تعالیٰ أسأله الصحة والصواب والصیانة عن الخطأ فی کل باب، وهو المستعان وعلیه التکلان.**

سوال: یہاں شہر ”ہوتی“ میں چند علما کے درمیان مسئلہ ”مسح علی الجوربین سوتی یا اونی“ کے متعلق بہت کشمکش واقع ہے، بعض کہتے ہیں سوتی یا اونی جراب پر جو مجلدین یا منعلین ہوں مسح جائز ہے۔ مجلد اور منعل ہوں یا نہ ہوں پھر مجلد کی تعریف میں اختلاف ہے طرفین علما کے ساتھ عوام بڑی سرگرمی دکھلا رہے ہیں، سرحد کی حالت تو آپ کو معلوم ہے، طرفین کے علما اپنے قول کی سند میں فقہا کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ (رد المحتار: ج ا ص ۱۹۷) میں مضطرب اقوال موجود ہیں، علامہ شامیؒ کی اپنی رائے اور ہے اور ”حاشیہ اخی چلپی علی صدر الشریعۃ“ سے جو رائے شامیؒ نے نقل کی ہے اس سے کچھ اور معلوم ہوتا ہے، فتاویٰ امدادیہ اور مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبد الحیٔ صاحب بھی دیکھے گئے لیکن قول فیصل کا پتہ معلوم نہیں ہوا چونکہ اختلاف دن بدن بڑھتا جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ منجر بہ فساد ہو جائے، لہذا اکرم فرما کر جواب شافی بحوالہ کتب معتبرہ رقم فرمادیں کہ سوتی یا اونی جرابوں پر مسح کے لئے تجلید اور تنعیل مع ثخانت کے شرط ہے یا بغیر ثخانت کے تجلید وتنعیل کافی اور تجلید کی کیا حد ہے؟

الجواب

تفصیل اقسام: مسئلہ کی تعریف سے پہلے جرابوں کے اقسام جن کا مسح کے بارے میں فقہا نے اعتبار کیا ہے مع تعریف وتحدید کے معلوم کر لینا ضروری ہے۔

کپڑے کے اعتبار سے جرابوں کی دو قسم ہیں ثخین اور رقیق، ثخین اصطلاح فقہا میں وہ جراب ہے جس کا کپڑا اس قدر دبیز، موٹا اور مضبوط ہو کہ اس میں تین میل بغیر جوتہ کے سفر کر سکیں اور وہ ساق پر بغیر (گیٹس وغیرہ سے) باندھے ہوئے قائم رہ سکے بشرطیکہ یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو اس کی ضخامت اور جرم کے موٹا ہونے کی

وجہ سے ہو، نیز یہ کہ وہ پانی کو جلدی سے جذب نہ کرے اور پانی اس میں نہ چھنے، الغرض ثخین کے لئے تین شرطیں ہیں: ایک یہ کہ اس میں کم از کم تین میل بغیر جوتہ کے سفر کریں تو پھٹے نہیں۔ دوسرے یہ کہ ساق پر بغیر باندھے ہوئے قائم رہ جائے۔ تیسرے یہ کہ اس میں پانی نہ چھنے اور جلدی سے جذب نہ ہو اور جس جراب میں ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے وہ رقیق ہے۔

وذلک لما فی فتاویٰ قاضی خان: والثخين أن يقوم على الساق من غير شد ولايسقط ولايشف، وقال بعضهم: لاينشف، ومعنى قوله لاينشف أى لايجاوز الماء إلى القدم، ومعنى قوله لايشف أى لايشف الجورب الماء إلٰى نفسه كالأديم والصرم اهـ (فتاویٰ قاضی خان: ص۲۵ ج ۱، مصطفائی، وفی شرح المنية عن المغرب: شف الثوب إذا رق حتى رأيت ما ورائه (ثم قال) فحينئذ كلا المعنيين صحيح قريب من الآخران فإن الجورب إذا كان بحيث لايجاوز الماء منه إلى القدم فهو بمنزلة الأديم والصرم فى عدم جذب الماء إلٰى نفسه إلا بعد لبث و ذلک بخلاف الرقيق يجذب الماء وينفذه إلى الرجل فى الحال (وفيه بعد ذلک) وحد الجوربين الثخينين أن يستمسک أى يثبت ولا ينسدل على الساق من غير أن يشده بشىء هكذا فسره كلهم، وينبغى أن يقيد بما إذا لم يكن ضيقا فإنا نشاهد ما يكون فيه ضيق يستمسک على الساق من غير شد وإن كان من الكرباس. والحد بعدم جذب الماء كما فى الأديم علٰى ما فهم من كلام قاضى خان أقرب وبما تضمنه وجه الدليل وهوما يمكن فيه متابعة المشى أصوب، قال نجم الدين الزاهدى: فإن كان ثخيناً يمشى معه فرسخاً فساعداً كجوارب أهل مرو، فعلى الخلاف انتهٰى. وفى الخلاصة: إن كان الجورب من الشعر فالصحيح أنه لو كان صلباً مستمسكاً يمشى معه فرسخاً أوفراسخ علٰى هذا الخلاف فهذا هوالذى ينبغى أن يعول عليه. (شرح منية، مجتبائی: ص۱۱۸، ۱۱۹)

وفى رد المحتار: تقدم أن الفرسخ ثلاثة أميال اهـ وفيه بعد ذلک: المتبادر من كلامهم أن المراد من صلوحه لقطع المسافة أن يصلح لذلک بنفسه من غير لبس المداس فوقه فإنه قد يرق أسفله ويمشى به فوق المداس أياماً وهو بحيث لو مشى به وحده فرسخاً تخرق قدر المانع (إلٰى قوله) وقد تأيد ذلک عندى برؤيا رأيت فيها النبى صلى اللّٰه عليه وسلم بعد تحرير هذا المحل بأيام فسألته عن ذلک، فأجابنى صلى اللّٰه عليه وسلم بأنه إذا رق الخف قدر ثلاث أصابع منع المسح، وكان ذلک فى ذى القعدة سنة ۱۲۳۴ اهـ (شامی: ج۱ ص۲۴۳، باب المسح على الخفين)

فائدہ: عبارات مذکورہ سے تخینین کی تمام شرائط مندرجہ بالا ثابت ہوگئیں اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جرابیں اونی

ہوں یا سوتی، دونوں میں شرائط مذکورہ ضروری ہیں جس میں یہ شرائط موجود نہ ہوں وہ رقیق ہے اگر چہ اونی ہوں اور جس میں ہوں وہ ثخین ہے اگر چہ سوتی ہو۔

وبه صرح في ردالمحتار حيث قال: الظاهر أنه إذا وجدت فيه (أي في الكرباس) **الشروط يجوز، وأنهم أخرجوه لعدم تأتي الشروط فيه غالباً، يدل عليه ما في كافي النسفي حيث علل عدم جواز المسح على الجورب من كرباس بأنه لايمكن تتابع المشي عليه، فإنه يفيد أنه لو أمكن جاز، ويدل عليه أيضاً ما في ط عن الخانية: أن كل ما كان في معنى الخف في إدمان المشي عليه وقطع السفر به ولو من لبد رومي يجوز المسح عليه اهـ.** (شامي: ج۱ص۲۴۸، **باب المسح على الخفين، تحت قول الدرولومن غزل الخ**)

ثخین اور رقیق کی تعریف معلوم ہو جانے کے بعد یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ کپڑے کی جرابوں پر بعض لوگ کچھ چمڑا بھی لگاتے ہیں جس کی مختلف صورتیں ہیں اس اعتبار سے فقہانے جرابوں کی دو قسمیں اور کی ہیں ایک مجلد دوسرے منعل۔ مجلد وہ ہے کہ جس کے نیچے اوپر پورے قدم پر کعبین تک چمڑا چڑھا دیا جائے اور منعل وہ کہ جس کے صرف تلے پر چمڑا چڑھا دیا جائے۔

وذلک لما في المغرب: والجورب المجلد علىٰ أعلاه وأسفله وجورب منعل وهو الذي وضع علىٰ أسفله جلدة كالنعل للقدم، وفي شرح المنية: قوله مجلدين أي استوعب الجلد ما يستر القدم إلى الكعب أومنعلين أي جعل الجلد علىٰ ما يلي الأرض منهما خاصة كالنعل للرجل اهـ.

عرب میں عام طور سے جرابوں پر چمڑا لگانے کی یہی دو صورتیں رائج تھیں اس لئے متقدمین کی کتابوں میں عموماً انہیں کا ذکر ہے مگر بلاد عجم، ہندوستان، بخارا، سمرقند وغیرہ میں ایک تیسری صورت یہ بھی رائج ہے وہ یہ کہ جراب کے تلے کے ساتھ پنجے اور ایڑی پر بھی چمڑا لگایا جائے جس سے وہ ہندوستانی جوتہ کے مشابہ ہو جاتا ہے اور پورا قدم کعبین تک چمڑے میں مستور نہیں ہوتا، لیکن شرح منیہ وغیرہ کی عبارت مذکورہ میں مجلد کی جو تعریف کی گئی ہے کہ چمڑا پورے قدم کا کعبین تک استیعاب کرے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت مروجہ ہندوستان وغیرہ مجلد میں داخل نہیں اور منعل سے کسی قدر زائد ہے کیونکہ منعل میں پنجے اور ایڑی پر چمڑا ہونا شرط نہیں، اور علامہ شامیؒ نے باب المسح علی الخفین کے شروع میں بضمن شرائط مسح اس کے مشابہ چند اقسام کا ذکر کیا ہے جن سے ان مروجہ ہندوستانی جرابوں کا حکم سمجھا جا سکتا ہے۔ مثلاً جاروق کہ وہ مثل انگریزی جوتہ (پمپ) کے ہوتا ہے، جس میں کچھ حصہ قدم کا اوپر سے کھلا رہتا ہے اس کھلے ہوئے حصہ پر بعض لوگ کپڑا لگا کر قدم چھپا لیتے ہیں اور اس کپڑے کو لفافہ کہا جاتا ہے اس پر مسح کے جواز وعدم جواز میں علماء بخاریٰ وسمرقند کا اختلاف نقل کیا ہے کہ مشائخ سمرقند جائز قرار دیتے ہیں۔ (تفصیل اس اختلاف کی اور

ترجیح کی بحث بیان احکام کے تحت عنقریب آتی ہے)

پھر شامیؒ نے اسی مختلف فیہ ''جاروق مستور باللفافہ'' پر قیاس کر کے ایک اور قسم کا ذکر کیا ہے جس کو ان کے بلاد میں قلشین یا خف حنفی کہتے ہیں اور کیفیت اس کی وہی ذکر کی ہے جو ہمارے بلاد میں مروجہ چمڑا چڑھی ہوئی جرابوں کی ہے یعنی جن کے تلے اور پنجے اور ایڑی پر چمڑا ہوتا ہے باقی قدم کے حصہ پر محض رقیق جراب ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اس قلشین اور خف حنفی کو بھی جاروق مستور باللفافہ کی طرح مختلف فیہ قرار دیا ہے۔

ولفظه: ويؤخذ منه أيضاً أنه يجوز المسح على المسمى فى زماننا بالقلشين إذا خيط فوق جورب رقيق ساتر وإن لم يكن جلد القلشين واصلاً إلى الكعبين اهـ. (شامی: ج۱ص۲۴۲،تحت قول الدر:وجوز مشائخ الخ،انیس)

اور مدار اس اختلاف کا اس امر کو قرار دیا ہے کہ جورب منعل کے لئے ثخین ہونا شرط ہے یا نہیں، جو حضرات ثخانت شرط قرار دیتے ہیں وہ ناجائز کہتے ہیں اور جو منعل میں ثخانت کی شرط نہیں لگاتے وہ جائز کہتے ہیں، چنانچہ فقیہ ابوجعفرؒ کا قول 'جاروق مستور باللفافہ' کے متعلق نقل کیا ہے کہ:

الأصح أنه يجوز المسح عند الكل لأنه كالجورب المنعل اهـ. (شامی: ج۱ص۲۴۲)

اور قلشین کے متعلق صاحب درمختار کے ایک رسالہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ:

ورأيت رسالة للشارح رحمه الله تعالىٰ رد فيها علىٰ من قال بالجواز مستنداً فى ذلك إلىٰ أنهم لم يذكروا جواز المسح على الجوربين إذا كانا رقيقين منعلين،اهـ. (شامی: ج۱ص۲۴۲)

الغرض ان تمام عبارات واقوال سے معلوم ہوا کہ ہمارے بلاد میں جو جرابوں کے تلے اور پنجے اور ایڑی پر چمڑا چڑھایا جاتا ہے یہ باتفاق منعل ہے مجلد میں داخل نہیں، اس لئے بحرالرائق میں منعل کی یہ تعریف کی ہے کہ جس کا چمڑا پورے قدم پر کعبین تک نہ ہو وہ منعل ہے۔

ولفظه تحت قول الدر: والمنعلين...... ما جعل علىٰ أسفله جلدة: أى إلىٰ قدم دون الكعبين اهـ. (طحطاوی: ج۱ص۱۴۰)

اس لئے یہ مروجہ صورت کوئی مستقل قسم نہ ہوئی بلکہ اقسام دو ہی رہیں۔ مجلد اور منعل، پورے قدم پر چمڑا مستوعب ہو تو مجلد اور مستوعب نہ ہو تو منعل میں داخل ہیں خواہ صرف تلے پر چمڑا ہو یا ایڑی پنجے پر بھی۔

اس تفصیل وتقسیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ جرابوں کی کل چھ قسمیں ہو گئیں تین قسم ثخین کی یعنی ثخین مجلد، ثخین منعل، ثخین سادہ (یعنی غیر مجلد وغیر منعل) اور تین قسم رقیق کی یعنی رقیق مجلد، رقیق منعل، رقیق سادہ (اقسام کی تفصیل کے بعد اب احکام کی تفصیل لکھی جاتی ہے)

تفصیل احکام:

ان اقسام ستہ میں سے پہلی تینوں قسموں پر باتفاق حنفیہ مسح جائز ہے، تیسری قسم میں اگر چہ امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف منقول ہے لیکن ساتھ ہی امام صاحبؒ کا رجوع قول صاحبینؒ کی طرف اور فتویٰ عامۂ مشائخ حنفیہ کا قول صاحبینؒ پر منقول ہے اس لئے تیسری قسم بھی مثل متفق علیہ کے ہوگئی۔

لما فی الهداية: لايجوز المسح على الجوربين عند أبی حنيفةؒ إلا أن يكونا مجلدين أومنعلين وعندهما يجوز إذ كانا ثخينين لايشفان (إلٰی أن قال) وعنه أنه رجع إلٰی قولهما، وعليه الفتویٰ آه. ومثله في فتاویٰ قاضی خان والخلاصة والبحر والفتح وعامة كتب المذهب. (۱)

باقی تین قسمیں رقیق مجلد، رقیق منعل، رقیق سادہ میں یہ تفصیل ہے کہ رقیق مجلد پر مطلقاً بلا کسی تفصیل کے باتفاق حنفیہ مسح جائز ہے اور رقیق سادہ پر مطلقاً باتفاق ناجائز۔ رقیق منعل میں مشائخ حنفیہ کا اختلاف ہے رقیق سادہ (غیر مجلد غیر منعل) پر مسح جائز نہ ہونا سب کتب فقہ میں مصرح از اظہر من الشمس ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

وإن كانا رقيقين غير منعلين لايجوز المسح عليهما. (قاضی خان: ج۱ص۲۵)

ہدایہ کی مذکورہ عبارت سے بھی یہی مستفاد ہے مزید نقل کی حاجت نہیں، رقیق مجلد پر مطلقاً مسح کا جواز شرح منیہ میں بحوالہ خلاصہ مذکور ہے اور کسی کا خلاف منقول نہیں اور حلوانیؒ کے ایک قول سے کچھ شبہ خلاف کا ہوسکتا تھا اس کو شارح منیہ نے رفع فرمادیا اور پھر فرمایا:

وقد صرح فی الخلاصة بجواز المسح علی المجلد من الكرباس آه. وفيه قبل ذلک: الكرباس اسم الثوب من القطن الأبيض. قاله فی القاموس ويلحق به كل ما كان من نوع الخيط كالكتان والأبريشم ونحوهما. (شرح منية كبيری: ص۱۴۲)

اب ایک قسم رہ گئی یعنی رقیق منعل۔ یہ فقہا میں مختلف فیہ ہے اور اسی میں زیادہ تفصیل ہے۔ اور اسی میں عموماً اشتباہ ونزاع پیش آتا ہے، یہ بات پھر ذہن نشیں کرلینا چاہئے کہ ہر وہ جراب منعل کے حکم میں داخل ہے جس میں چمڑا تمام قدم پر کعبین تک مستوعب نہ ہو خواہ صرف تلے پر چمڑا ہو یا اوپر کے بعض حصہ پر بھی ہو، کما مر، اور رقیق ہر وہ جراب ہے جس میں ثخین کی شرائط مذکورہ نہ پائی جاویں خواہ کتنا ہی مضبوط اور دبیز کپڑا ہو اور رقیق منعل کے متعلق متقدمین حنفیہ کی موجودہ کتابوں میں بالتنصیص تو کوئی حکم مذکور نہیں لیکن کلام کی دلالت واضحہ اس پر موجود ہے کہ رقیق منعل پر مسح جائز نہیں، چنانچہ کافی حاکم (متن مبسوط) اور اس کی شرح میں ہے:

(وأما المسح على الجوربين فإن كانا ثخينين منعلين يجوز المسح عليهما، وفی شرح شمس الأئمة: لأن مواظبة المشی سفراً بهما ممكن، وإن كانا رقيقين لايجوز المسح عليهما لأنهما

(۱) الهداية باب المسح على الخفين: ۱/۶۱، انیس

بمنزلة اللفافة، وإن كانا ثخينين غير منعلين لايجوز المسح عليهما عند أبي حنيفةؒ لأن مواظبة المشي بهما سفراً غير ممكن وكانا بمنزلة الجورب الرقيق وعلىٰ قول أبي يوسف ومحمد يجوز المسح عليهما. (مبسوط: ج۱ص۱۰۲)

کافی حاکم اور شمس الائمہ سرخسی کی عبارت مذکورہ میں ثخین کے ساتھ منعلین کی قید لگا کر جواز کا حکم لکھا گیا، پھر رقیقین میں بلا تفصیل منعل وغیرہ کے متعلق علی الاطلاق فرمایا گیا ہے کہ:

وإن كانا رقيقين لا يجوز المسح عليهما.

جس سے ظاہر یہ ہے کہ رقیقین منعلین میں مسح کی اجازت نہیں، اسی طرح امام طحاویؒ نے معانی الآثار میں فرمایا ہے کہ:

لانرى بأساً بالمسح على الجوربين إذا كانا صفيقين قد قال ذلک أبو يوسفؒ ومحمدؒ وأما أبو حنيفةؒ فإنه كان لا يرى ذلک حتى يكونا صفيقين ويكونا مجلدين فيكونا كالخفين. (معاني الآثار: ج۱ص۵۸)

طحاوی کی ظاہر عبارت سے بھی ثخینین ہونا بہر حال شرط معلوم ہوتا ہے اگرچہ احتمال یہ بھی ہے کہ رقیق کا حکم طحاویؒ نے بیان نہیں کیا صرف ثخین کا حکم بیان کرنے پر اکتفا فرمایا اور رقیق سے سکوت۔ قاضی خان اور ہدایہ وغیرہ کے اطلاقات بھی اسی قسم کے ہیں ان سے رقیق منعل پر مسح کی ممانعت سمجھی جاوے یا کم ازکم اس سے ساکت قرار دیا جاوے، بہرحال اجازت مسح کہیں منقول نہیں، اسی لئے حاشیہ چلپی علی صدر الشریعہ میں لکھا ہے کہ:

أن التقييد بالثخين مخرج لغير الثخين ولو مجلداً ولم يتعرض له أحد. (از شامی: ج۱ص۲۴۹، تحت قول الدر: والمجلدين، باب المسح على الخفين، انیس)

البتہ مشائخ متاخرین میں یہ بحث چلی پھر ان میں بھی اس پر تو اتفاق ہے کہ معمولی سوتی جرابوں کو منعل کرلیا جاوے تو وہ مسح کے لئے کافی نہیں، شرح منیہ کبیری میں سوتی اور اونی کپڑوں کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں جن میں پانچویں قسم سوتی کپڑے کی جرابیں ہیں، اس کے متعلق شیخ نجم الدین زاہدیؒ کا قول نقل کیا کہ:

وأما الخامس فلا يجوز المسح عليه كيفما كان ونحوه من التتارخانية عنه.

خلاصۃ الفتاویٰ اور شامی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے:

قال في الخلاصة: ولو كان من الكرباس لايجوز المسح عليه فإن كان من الشعر فالصحيح أنه إن كان صلباً يمشي معه فرسخاً أو فراسخ على هذا الخلاف (خلاصة: ص۱۲۸ج۱)

وفي البحر الرائق عن المعراج: وأما الخف الدوراني الذي يضاده فقهاء زماننا فإن كان مجلداً يستر جلده الكعب يجوز وإلا فلا، اھ. (بحر: ص۱۹۲. ومثله في فتاویٰ قاضي خان والعالمگيرية في أول الباب: ج۱ص۳۰)

عبارات مذکورہ سے بصراحت معلوم ہوگیا کہ یہ معمولی سوتی جرابیں جو ہمارے بلاد میں رائج ہیں ان کو اگر مجلد کر لیا جاوے یعنی تمام قدم پر چمڑا چڑھا لیا جاوے تب تو مسح ان پر جائز ہے اور اگر صرف منعل کیا جاوے تو باتفاق فقہا مسح جائز نہیں۔ عبارات مذکورہ میں ممانعت مسح بلفظ کرباس مذکور ہے ان الفاظ کی تشریح شرح منیہ میں اس طرح ہے:

لأن الكرباس بالكسر اسم الثوب من القطن الأبيض، قاله في القاموس وهومعرب بالفتح ولكن يحلق به كل ما كان من نوع الخيط كالكتان والأبريسم ونحوهما بخلاف ما هومن الصوف ونحوه آه (شرح منية: ص۱۴۲) ومثله في مراقي الفلاح حيث قال: والكرباس كل ما كان من نوع الخيط. الخ.

جس سے معلوم ہوا کہ عام مروجہ سوتی جرابوں کا باتفاق متقدمین ومتأخرین حنفیہ یہی حکم ہے کہ ان کو منعل کر لینا مسح کے لئے کافی نہیں ہے اور مسح ان پر جائز نہیں، اب صرف اونی جرابوں کا حکم زیر غور رہ گیا سو ان میں سے جو ثخین کی حد میں آجائیں ان کا حکم تو معلوم ہو چکا کہ باتفاق مشائخ ان پر مسح جائز ہے اور جو بہت باریک ہوں ان کا بھی حکم ظاہر ہے کہ سوتی جرابوں کی طرح باتفاق عدم جواز مسح ہوگا۔

اب صرف وہ اونی جرابیں زیر بحث رہ گئی ہیں جو مضبوط اور دبیز ہیں مگر ثخین کی حد میں نہیں ہیں ان کو اگر منعل کر لیا جاوے تو مسح جائز ہوگا یا نہیں، اس میں فقہاء متأخرین کے اقوال مختلف نظر آتے ہیں۔

شارح منیہ نے بحوالہ نجم الدین زاہدی جرابوں کی پانچ قسمیں بتلا کر پانچویں قسم پر مطلقاً مسح ناجائز اور باقی چاروں قسموں پر بعد منعل کر لینے کے جائز قرار دیا ہے ان میں پانچویں قسم تو سوتی جراب ہے اور باقی چار سب اونی جرابوں کی قسمیں ہیں یا پتلے چمڑے کی، اور وہ چاروں یہ ہیں۔ مرعذی، غزل، شعر، جلد رقیق۔

مراقی الفلاح میں ان قسموں کی تشریح بالفاظ ذیل کی ہے:

والمرعذى كما سيأتي مضبوطاً الزغب الذى تحت شعر العنز. والغزل ما غزل من الصوف والكرباس ما نسج من مغزول القطن، آه. ومثله في شرح المنية.

جلد رقیق کے معنی ظاہر تھے اس لئے تشریح کی ضرورت نہ سمجھی گئی، شرح منیہ کی اصل عبارت یہ ہے:

وقد ذكر نجم الدينؒ: أن الجوارب خمسة أنواع: من المرعذى، والغزل، والشعر، والجلد الرقيق والكرباس. قال: وذكر التفاصيل في الأربعة من الثخين والرقيق والمنعل وغير المنعل والمبطن، وأما الخامس فلا يجوز المسح عليه كيفما كان، انتهى ونحوه من التاتارخانية عنه. والمراد من التفصيل في الأربعة أن ما كان رقيقاً منها لايجوز المسح عليه اتفاقاً إلا أن يكون مجلداً أو منعلاً أو مبطناً وما كان ثخيناً منهما فإن لم يكن مجلداً أو منعلاً أو مبطناً فمختلف فيه وما كان فلا خلاف فيه، فعلم من هذا: أن ما يعمل من الجوخ إذ جلد أو نعل أو بطن يجوز المسح

علیہ لأنہ أحد الأربعة ولیس من الکرباس (إلیٰ أن قال) والجوخ من الصوف أو المرعذی فهو داخل فیما یجوز المسح علیه لو کان ثخیناً بحیث یمشی معه فرسخاً من غیر تجلید و لا تنعیل وإن کان رقیقاً فمع التجلید أو التنعیل. ولو کان کما یزعم بعض الناس من أنه لا یجوز المسح علیه ما لم یستوعب الجلد جمیع ما یستر القدم. لما کان بینه وبین الکرباس فرق (ثم قال) ثم بعد هذا کله فلو احتاط ولم یمسح إلا علیٰ ما یستوعب تجلیده ظاهر القدم إلیٰ الساق لکان أولیٰ ولکن هذا حکم التقویٰ وهو لا یمنع الجواز الذی هو حکم الفتویٰ. (شرح منیة: ص ۱۲۱)

نتائج عبارت مذکورہ:

شرح منیہ کی عبارت مذکورہ سے چند فوائد حاصل ہوئے: اول یہ کہ معمولی سوتی جرابوں پر کسی حال میں مسح جائز نہیں نہ سادہ ہونے کی حالت میں نہ منعل ہونے کی حالت میں نہ ایڑی اور پنجے اور تلے پر چمڑا لگانے کی حالت میں، البتہ پورے قدم پر چمڑا چڑھا کر مجلد کر لیا جاوے تو اس پر مسح جائز ہوسکتا ہے اور چونکہ علامہ نجم الدینؒ کی عبارت ''کیف ما کان'' سے بظاہر مجلد پر بھی مسح کے عدم جواز کا شبہ ہوسکتا تھا اس لئے شارح منیہ نے اس کا ازالہ بعبارت ذیل کر دیا ہے:

لا یقال: بل الکرباس لا یجوز المسح علیه ولو مجلداً لما تقدم من قول الحلوانیؒ وأما الخامس فلا یجوز المسح علیه کیفما کان لأنا نقول قوله کیفما کان عائد إلیٰ قوله المنعل و غیر المنعل والمبطن وغیر المبطن وأما المجلد فلم نذکره وقد صرح فی الخلاصة بجواز المسح علی المجلدین من الکرباس آه (شرح منیة : ص ۱۲۱)

دوم: اس عبارت میں جراب پر چمڑا چڑھانے کی ایک صورت منعل اور مجلد کے علاوہ اور بھی ذکر کی ہے یعنی مبطن جس کی صورت یہ ہے کہ جراب کے اندر کی جانب چمڑا لگا لیا جاوے حکم اس کا بھی وہی ہے جو مجلد و منعل کا ہے کہ اگر چمڑا پورے قدم پر مستوعب ہو تو بحکم مجلد ہے ورنہ بحکم منعل۔

سوم: جو جراب کسی اونی کپڑے کی ہو جیسے مرعذی اور جوخ وغیرہ یا پتلے چمڑے کی ہو اس کو اگر منعل کر لیا جاوے تو اس پر مسح کے بارے میں اختلاف ہے اور راجح شارح منیہ کے نزدیک جواز ہے، لیکن احتیاط اور تقویٰ کے خلاف ہے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ:

علامہ شامیؒ نے اس بارے میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں اس لئے بظاہر ان کے کلام میں اضطراب نظر آتا ہے، لیکن ان کی تمام عبارات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی رائے بعینہ وہی ہے جو شرح منیہ کی ہے اور شرح

منیہ ہی کی عبارت کوانہوں نے مدار استدلال بنایا ہے، نیز منعل کی وہ خاص صورت جو ہمارے بلاد میں رائج ہے یعنی تلے کے ساتھ پنجے اور ایڑی پر چمڑا چڑھایا جاوے اس کو بنام قلشین اور خف حنفی ذکر کرکے اس میں صاحب درمختار اور شیخ عبدالغنی نابلسی کا اختلاف اور جانبین سے اس مسئلہ میں مناظرانہ رسائل لکھنے کا ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ صاحب درمختار ایسے منعل پر جب کہ وہ ٹخنین نہ ہو مسح ناجائز قرار دیتے ہیں اور شیخ عبدالغنی نابلسی جائز فرماتے ہیں اور ان دونوں حضرات کے اختلاف کو اس اختلاف کا نتیجہ قرار دیا ہے جو جاروق مستور باللفافہ کے بارے میں علماء سمرقند و بخارا کے درمیان واقع ہوا ہے کہ علماء سمرقند اس پر مسح کو جائز فرماتے ہیں اور علماء بخارا ناجائز کہتے ہیں کیوں کہ جاروق جب کہ اس میں قدم کے کھلے ہوئے حصہ پر کوئی کپڑا لگا لیا جاوے تو وہ بھی قلشین اور خف حنفی کی طرح ہو جاتا ہے۔ **کما مر منا آنفاً،** پھر یہ بھی ذکر کیا کہ بعد کے مشائخ وعلما میں سے کسی نے سمرقندیین کے قول کو اختیار کیا اور کسی نے بخاریین کے قول کو اور خود اپنی رائے مشائخ سمرقند کے موافق ظاہر فرمائی جو بعینہٖ شارح منیہ کی رائے ہے یعنی سوتی جرابوں پر تو بغیر مجلد کرنے کے مسح جائز نہیں اور اونی جرابوں پر منعل ہونے کی صورت میں بھی مسح جائز ہے اور آخر میں شارح منیہ کی طرح یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ احتیاط وتقویٰ اسی میں ہے کہ جب تک تمام قدم پر چمڑا نہ ہو مسح نہ کیا جاوے۔

علامہ شامیؒ کی بعینہٖ عبارت مع متن درمختار کے یہ ہے:

فی أول باب المسح علی الخفین من الدر المختار: (شرط مسحه) ثلاثة أمور: الأول (كونه ساتر) محل فرض الغسل (القدم مع الكعب) (إلٰی قوله) وجوز مشائخ سمرقند ستر الكعبين باللفافة. (و) الثانی (كونه مشغولاً بالرجل)...... (و) الثالث (كونه مما يمكن متابعة المشی) المعتاد (فيه) فرسخاً فأكثر آه.

قال الشامی تحت قوله وجوز مشائخ سمرقند: فی البحر عن الخلاصة: المسح علی الجاروق إن كان يستر القدم ولا يری منه ولا من الكعب إلا قدر أصبع أو أصبعين يجوز، وإلا فلا، ......ولو ستر القدم باللفافة جوزه مشائخ سمرقند ولم يجوزه مشائخ بخاریٰ آه. قال ح: والحق ما عليه مشائخ بخاریٰ. (قلت: ثم أراد الشامی التوفيق بين القولين بأن القول بالجواز إذا كانت اللفافة مخروزة وعدم الجواز إذا كانت مشدودة من دون الخرز، ثم قال): قال الفقيه أبو جعفر: الأصح أنه يجوز المسح عند الكل لأنه كالجورب المنعل آه (ثم قال الشامی): ويؤخذ منه...... أنه يجوز المسح علی المسمی فی زماننا بالقلشين إذا خيط فوق جورب رقيق ساتر وإن لم يكن جلد القلشين واصلاً إلی الكعبين كما هو صريح ما نقلناه عن شرح المنية، ويعلم أيضاً مما نقلناه جواز المسح علی الخف الحنفی إذا خيط بما يستر الكعبين كالسروال المسمی بالشخشير كما قاله سيدی عبد الغنی النابلسی وله فيه رسالة. ورأيت رسالة للشارح رحمه الله

تعالیٰ رد فیها علیٰ من قال بالجواز مستنداً فی ذلک إلیٰ أنهم لم یذکروا جوازالمسح علی الجوربین إذاکانا رقیقین منعلین لاشتراطهم إمکان السفر، ولایتأتی فی الرقیق. والظاهرأنه أراد الرد علیٰ سیدی عبد الغنی (إلیٰ قوله) وأنت خبیر بالفرق الواضح بین الجورب الرقیق المنعل أسفله بالجلد وبین الخف القصیرعن الکعبین المستورین بما اتصل به من الجوخ الرقیق لأنه یمکن فیه السفر وإن کان قصیراً بخلاف الجورب المذکور. علیٰ أن قول شرح المنیة: وإن کان رقیقاً فمع التجلید أوالتنعیل الخ صریح فی الجوازعلی الرقیق المنعل أوالمجلد إذا کان النعل أوالجلد قویاً یمکن السفر به. ویعلم منه الجواز فی مسئلة الخف الحنفی المذکورة بالأولیٰ، وقد علمت أن مذهب السمرقندیین إنما یسلم ضعفه لوکانت اللفافة غیرمخروزة وإلا فلا یحمل کلام السمرقندیین علیه،ویکون حینئذ فی المسئلة قولان، ولم نرمن مشائخ المذهب ترجیح أحدهما علی الآخر، بل وجدنا فروعاً تؤید قول السمرقندیین کما علمت، وسنذکرما یؤیده أیضاً، ثم رأیت رسالة أخریٰ لسیدی عبد الغنی رد فیها علیٰ رسالة الشارح وسماها"الرد الوفی علیٰ جواب الحصکفی فی مسألة الخف الحنفی"(إلیٰ أن قال الشامی): ولکن لایخفیٰ أن الورع فی الاحتیاطی، وإنما الکلام فی أصل الجواز وعدمه، واللّٰه تعالیٰ أعلم (شامی: ج۱ص۲۴۲) وفیه بعد ذلک (تحت قول الدر :والمجلدین،انیس)

وفی حاشیة أخی جلبی علیٰ صدرالشریعة: أن التقیید بالثخین مخرج لغیرالثخین ولومجلداً، ولم یتعرض له أحد، قال: والذی تلخص عندی أنه لایجوز المسح علیه إذا جلد أسفله فقط أومع مواضع الأصابع بحیث یکون محل الفرض الذی هو ظهرالقدم خالیاً عن الجلد بالکلیة، لأن منشأ الاختلاف بینه وبین صاحبیه اکتفائهما بمجرد الثخانة وعدم اکتفائه بها، بل لابد عنده مع الثخانة من النعل أوالجلد آه وقد أطال فی ذلک. أقول: بل مأخوذ من کلام المصنف، وکذا من قول الکنز وغیره (إلیٰ قوله) و قدمنا عن شرح المنیة:أنه لایشترط استیعاب الجلد جمیع ما یسترالقدم آه. (شامی: جلد۱ص۲۴۹)

بدائع الصنائع:

صاحب بدائع ؒ نے تفصیل کے موقع پر تو رقیق منعل کا کوئی حکم بصراحت بیان نہیں فرمایا، لیکن جواز مسح کی شرائط میں لکھا ہے:

وأما الذی یرجع إلی الممسوح فمنها: أن یکون خفاً یسترالکعبین لأن الشرع ورد بالمسح علی الخفین أما ما یسترالکعبین ینطلق علیه اسم الخف وکذا ما یسترالکعبین من الجلد مما سوی الخف کالمکعب الکبیر والمیثم لأنه فی معنی الخف آه.(بدائع: جلد۱ص۱۰)

اس عبارت کے جملے ''و كذا ما يستر الكعبين من الجلد'' میں الجلد کی قید اور سیاق عبارت سے یہی مستفاد ہے کہ جواز مسح کی شرط یہ ہے کہ پورے قدم پر کعبین تک کوئی ایسی چیز ساتر ہو جو یا چمڑا ہو یا چمڑے کے حکم میں ہو اور اس کی تائید صاحب بدائع کی ایک دوسری عبارت سے بھی ہوتی ہے جو بعد میں مذکور ہے:

ولو انكشفت الظهارة وفي داخله بطانة من جلد ولم يظهر القدم يجوز المسح عليه آه. (بدائع: ج ا ص ۱۱)

جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر خف دوہرا ہوا اور اوپر کا استر کھل جاوے اور صرف نیچے کا استر قدم کا ساتر باقی رہ جائے تو جواز مسح کو اس قید کے ساتھ مقید کیا ہے کہ نیچے کا استر بھی چمڑے کا ہو جس کا مفہوم یہی ہے کہ اگر نیچے کا استر چمڑا یا چمڑے کے حکم میں نہ ہو تو مسح جائز نہیں، ظاہر ہے کہ رقیق منعل میں چمڑے سے کھلا ہوا قدم کا باقی حصہ صرف رقیق کپڑے سے مستور ہے، اس پر بدائع کی تحریر کے موافق مسح جائز نہ ہوگا۔

خلاصۃ الفتاویٰ:

صاحب خلاصہ نے جاروق مستور باللفافہ میں مشائخ سمرقند و بخارا کا اختلاف نقل فرمایا اور مشائخ بخاریٰ کا قول یعنی عدم جواز مسح اختیار کیا، جیسا کہ ان کی عبارت ذیل سے واضح ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ منعل مروجہ ہندوستان یا خف حنفی یا قلشین پر جواز مسح کا قول جو شامی نے اختیار کیا ہے یہ حسب تصریح شامی اسی جاروق مستور باللفافہ کے حکم علی مذہب اہل سمرقند سے ماخوذ ہے جس سے واضح ہوا کہ صاحب خلاصہ جو اہل سمرقند کا قول اختیار نہیں کرتے وہ اس منعل مروجہ یا خف حنفی پر بھی مسح کی اجازت نہیں دیتے۔

ولفظه: المسح على الجاروق إن كان يستر القدم ولا يرى من الكعب ولا من ظهر القدم إلا قدر أصبع أو أصبعين جاز المسح عليه وإن لم يكن كذلك لكن يستر القدم بالجلد إن كان الجلد متصلاً بالجاروق بالخرز جاز المسح عليه وإن شده بشيء فلا ولو ستره باللفافة جوزه مشائخ سمرقند ولم يجوزه مشائخ بخاریٰ آه (خلاصة: ج ا ص ۲۸)

عبارت مذکورہ میں صاحب خلاصہ نے جاروق پر مسح کے لئے دو شرطیں لکھیں ہیں ایک یہ کہ جو حصہ قدم کا جاروق سے مستور نہیں وہ چمڑے سے مستور ہو، دوسرے یہ کہ وہ چمڑا بھی جاروق میں سلا ہوا ہو علاحدہ نہ ہو، جس سے معلوم ہوا کہ وہ مشائخ بخاریٰ کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں۔

البحر الرائق:

صاحب بحر کی تحقیق اس مسئلہ میں بعینہ وہی ہے جو صاحب خلاصہ کی ہے کہ جاروق مستور باللفافہ پر مسح کو جائز نہیں سمجھتے، جیسا کہ علماء بخاریٰ کا مذہب ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہے کہ منعل مروجہ ہندوستان اور خف حنفی پر بھی ان کے

نزدیک مسح بدرجہ اولیٰ جائز نہیں چنانچہ صاحبؒ بحر نے خلاصہؒ کی بعینہٖ عبارت نقل فرمائی اور اسی پر تفریع کر کے بحوالہ معراجؒ نقل فرمایا ہے کہ:

وأما الخف الدوراني الذي يعتاده فقهاء زماننا فإن كان مجلداً يستر جلده الكعب يجوز وإلا فلا، كذا في المعراج آه. (بحر: ج۱ص۱۹۲)

خف دورانی کی کوئی تشریح بحرؒ یا حاشیہ بحرؒ میں منقول نہیں، لیکن خود عبارت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی ایسی ہی جراب ہے جس کا کپڑا رقیق ہو اور پورے قدم پر چمڑا مستوعب نہ ہو جیسا کہ منعل مروجہ ہندوستان اور خف حنفی کی کیفیت ہے۔ الغرض صاحبؒ بحر اور صاحبؒ معراج کے نزدیک بھی رقیق منعل پر مسح جائز نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری:

عالمگیریؒ میں بھی خلاصۃؒ الفتاویٰ کی عبارت مذکورہ متعلقہ جاروق نقل کر کے اس پر کوئی تنقید نہیں کی گئی جس سے ظاہر ہے کہ اسی کو اختیار کیا گیا، اور صاحبؒ خلاصہ وصاحبؒ بحر وغیرہ کی طرح عالمگیریؒ کے کلام کا نتیجہ بھی یہی ہوا کہ رقیق منعل پر مسح جائز نہیں (عالمگیری طبع مصر: ۱/۳۰)

طحطاوی:

طحطاویؒ نے حاشیہ درمختارؒ میں صراحۃً اہل سمرقند کے قول کو ضعیف اور اہل بخاریٰ کے قول کو معتمد علیہ قرار دیا ہے:

"ولفظه تحت قول الدر (وجوز مشائخ سمرقند لستره باللفافة): هذا ضعيف والمعتمد ما عليه أهل بخاريٰ من أنه لايجوز إلا إذ خيط بثخين بحيث لا يشف الماء كجوخ ونحوه"، حلبی آه. (طحطاوی: ص۱۳۷)

نیز طحطاویؒ نے حاشیہ مراقیؒ الفلاح میں اس کی بھی تصریح کر دی ہے کہ یہ حکم صرف جاروق کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر وہ موزہ جس کا چمڑا کعبین تک نہ پہنچے اس میں یہ شرط ہے کہ بقیہ قدم پر ثخین کپڑا ہو رقیق کافی نہیں، یہ عبارت مراقی الفلاح کی عبارت کے تحت میں آتی ہے۔

مراقی الفلاح:

مراقی الفلاح میں شرائط مسح کے ذیل میں فرمایا ہے:

الثاني: سترهما للكعبين من الجوانب فلا يضر نظر الكعبين من أعلى خف قصير الساق والذي لا يغطي الكعبين إذا خيط بثخين كجوخ يصح المسح عليه آه. قال الطحطاوي تحت قوله (والذي لا يغطي الكعبين): وذلك كالزربول وهو في عرف أهل الشام ما يسمى مركوباً في عرف أهل مصر، كما في تحفة الأخيار، آه (طحطاوي على المراقي: ص۷۰)

صاحب مراقی الفلاح اور طحطاوی کا مذکورالصدر کلام ہندوستان کی مروجہ رقیق منعل جرابوں پر عدم جواز مسح کے لئے نص ہے۔

خلاصۂ کلام:

عبارت مذکورہ سے بخوبی واضح ہوگیا کہ رقیق منعل کے متعلق متقدمین حنفیہ کے کلمات یا ساکت ہیں یا عدم جواز کے قائل، اور متأخرین حنفیہ بھی اس پر تو متفق ہیں کہ معمولی سوتی جرابوں کو منعل کرلیا جائے تو وہ مسح کے لئے کافی نہیں صرف وہ اونی جرابیں متأخرین میں زیر بحث واختلاف ہیں جو دبیز ومضبوط ہوں مگر ثخین کی حد میں داخل نہ ہوں جب ان کو منعل کرلیا جائے یعنی تلے پر یا تلے اور پنجے اور ایڑی پر چمڑا لگا لیا جاوے باقی قدم پر چمڑا نہ ہو، اس پر مسح کو بعض حضرات جائز فرماتے ہیں بعض ناجائز۔

اور عبارات مرقومہ میں یہ بھی واضح ہوگیا کہ زیادہ تر مشائخ متأخرین اس پر بھی عدم جواز ہی کے قائل ہیں، جواز کی تصریح صرف شارح منیہ اور علامہ شامی اور شیخ عبدالغنی نابلسی سے منقول ہے اور وہ بھی اس کو خلاف تقویٰ قرار دیتے ہیں، ان کے مقابلہ میں صاحب درمختار نے مستقل رسالہ عدم جواز پر لکھا ہے اور خود شامی نے اس قول کی تائید متعدد مشائخ سے نقل کی ہے اور اخی چلپی کی تصریح عدم جواز پر ذکر فرمائی، ان کے علاوہ صاحب بدائع، صاحب خلاصہ، صاحب بحر، عالمگیری، طحطاوی، مراقی الفلاح سب عدم جواز پر متفق ہیں۔

اس اختلاف کے ساتھ جب اصول پر نظر کی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اصل فریضہ پاؤں کا دھونا ہے جو نص قرآنی سے ثابت ہے۔ خفین پہننے کی صورت میں احادیث متواترہ سے ثابت ہوگیا کہ مسح بھی کافی ہے اب اس حکم کو خفین سے متجاوز کرکے جرابوں میں جاری کرنا بھی اس شرط کے ساتھ ہونا چاہئے کہ ان جرابوں کا بحکم خفین ہونا اور تمام شرائط خفین کا ان میں متحقق ہونا یقینی طور پر ثابت ہوجائے اور جس جراب میں شک رہے کہ وہ بحکم خفین ہے یا نہیں اور شرائط خفین اس میں متحقق ہیں یا نہیں اس پر مسح کی اجازت نہ دی جائے، بقاعدہ: **اليقين لا يزول بالشك.**

اور اسی احتیاط کی بنا پر حضرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے ثخین جرابوں پر بھی جواز مسح کے لئے پورا مجلد ہونا شرط قرار دیا ہے منعل کو بھی کافی نہیں سمجھا اور امام اعظمؒ کے اصل مذہب میں روایت حسنؒ بھی یہی ہے کہ ثخین کو جب تک پورا مجلد کعبین تک نہ کیا جاوے، اس وقت تک مسح جائز نہیں۔ البتہ ظاہر الروایہ میں ثخین منعل کو کافی قرار دیا گیا ہے۔ **(كما ذكره في الخانية)**

جصاص نے احکام القرآن میں اسی اصول پر کلام کا مدار رکھا ہے:

واختلف في المسح على الجوربين فلم يجزه أبو حنيفةؒ والشافعيؒ إلا أن يكونا مجلدين وحكى الطحاويؒ عن مالكؒ أنه لايمسح وإن كانا مجلدين وحكى بعض أصحاب مالكؒ عنه أنه لايمسح إلا أن يكونا مجلدين كالخفين، وقال الثوريؒ وأبويوسفؒ ومحمدؒ والحسنؒ بن

صالح یمسح إذا کانا ثخینین وإن لم یکونا مجلدین. والأصل فیه أنه قد ثبت أن مراد الآیة الغسل علٰی ما قدمنا فلولم ترد الآثار المتواترة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی المسح علی الخفین لما أجزنا المسح فلما وردت الآثار الصحاح واحتجنا إلی استعمالها مع الآیة استعملناها معها علٰی موافقة الآیة فی احتمالها المسح وترکنا الباقی علٰی مقتضی الآیة ولما لم ترد الآثار فی المسح علی الجوربین فی وزن ورودها فی المسح علی الخفین أبقینا حکم الغسل علٰی مراد الآیة ولم ننقله عنه آہ.

نتیجۂ کلام:

الغرض اگر دبیز اونی جرابوں کو منعل کرلیا جاوے یعنی صرف تلے پر یا پنجے اور ایڑی پر بھی چمڑا چڑھالیا جاوے تو اس پر مسح کرنا شامی اور شارح منیہ جائز مگر خلاف تقویٰ قرار دیتے ہیں اور دوسرے عامۂ مشائخ ناجائز فرماتے ہیں۔

اور ایسے اکابر علما و مشائخ کے اختلاف میں کسی جانب کو ترجیح دینا گو ہم جیسوں کا کام نہیں لیکن بضرورت دینیہ اس سے چارہ بھی نہیں کیونکہ اس پر تمام امت کا اتفاق و اجماع ہے کہ ائمہ کی مختلف روایات یا فقہا کے مختلف اقوال اگر کسی مسئلہ میں سامنے آئیں تو عمل کرنے والے اور فتویٰ دینے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ بلا تحقیق اور اپنی قدرت و وسعت اور علم و فہم کے موافق وجوہ ترجیح پر نظر کئے بغیر کسی ایک روایت یا ایک قول کو اختیار کرے کیونکہ اگر ایسا کرے گا تو یہ شریعت کا اتباع نہ ہوگا بلکہ اتباع ھویٰ ہوگا۔

کما صرح به الشامی فی عقود رسم المفتی وقد أطال الکلام فیه حیث قال: وقد نقلوا الإجماع علٰی ذلک ففی الفتاویٰ الکبریٰ للمحقق ابن حجر المکی قال فی زوائد الروضة: إنه لایجوز للمفتی والعامل أن یفتی أو یعمل بما شاء من القولین أو الوجهین من غیر نظر وهذا لاخلاف فیه وسبقه إلٰی حکایة الإجماع فیها ابن الصلاح والباجی من المالکیة فی المفتی آہ. (رسائل ابن عابدین: ج۱ص۱۰)

اب وجوہ ترجیح میں اگر طبقات فقہا کے اعتبار سے غور کیا جائے تو ناجائز کہنے والے حضرات طبقہ اور درجہ میں قائلین جواز سے اقدم وارفع ہیں جیسے صاحب بدائع وصاحب خلاصہ وغیرہ اور دلیل کے اعتبار سے دیکھا جائے تو دلیل بھی انہیں حضرات کی راجح معلوم ہوتی ہے کیونکہ حسب تصریح جصاص محقق ابن ہمام جرابوں پر مسح کے جواز کا مدار اس پر ہے کہ یہ جرابیں یقینی طور پر خف کے ساتھ ملحق اور بحکم خف ہوں اور جس میں شبہ رہے وہ بحکم خفین نہیں ہوسکتی، اور فریضہ اصلی جو پاؤں کا دھونا ہے مشتبہ چیز کے لئے نہیں چھوڑا جاسکتا، اس لئے خیال احقر کا یہ ہے کہ اس قسم کی جرابوں پر بھی مسح کی اجازت نہ دی جائے۔ **واللّٰہ تعالیٰ المسئول للتسدید وهو من فضله وکرمه غیر بعید**

و آخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین.

کتبہ الأحقر محمد شفیع عفا اللّٰہ عنہ خادم دار الإفتاء بدار العلوم دیو بند. فی خمسة أیام من محرم الحرام ۱۳۶۱ھ.

تتمہ: فائدۂ اول:

مجلد اور منعل جن کی تعریف اور احکام اوپر مفصل مذکور ہوئے ان کے علاوہ ایک قسم اور بھی کتب فقہ میں ذکر کی جاتی ہیں یعنی مبطن فی عبارة شرح المنیة نمبر ۴، لیکن چونکہ اس کا رواج زیادہ نہیں اس لئے اس کے احکام کو تفصیلاً ذکر نہیں کیا گیا۔

تعریف مبطن کی یہ ہے کہ کپڑے کی جراب کے اندر کی جانب چمڑا لگایا جاوے تو گویا یہ قسم مجلد کا عکس ہے کہ مجلد میں کپڑا اندر اور چمڑا اوپر ہوتا ہے اور اس میں چمڑا اندر اور کپڑا اوپر ہوگا اس کے احکام کی تفصیل کپڑے کے باریک اور موٹے ہونے کے بارے میں کتب متداولہ میں ملی بھی نہیں اور کچھ زیادہ حاجت بھی نہیں اس لئے ترک کی گئی۔

فائدۂ دوم:

اگر کپڑے کی جرابیں (خواہ موٹے کپڑے کی ہوں یا باریک کی) پہن کر ان کے اوپر چمڑے کے موزے پہنے جاویں تو ان پر مسح جائز ہے۔ فتویٰ محققین کا اسی پر ہے گو بعض علماء روم نے تبعاً فتاویٰ الشاذی عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے،

وذلک لما فی البحر الرائق وقد وقع فی عصرنا بین فقهاء الروم بالروم کلام کثیر فی هذه المسئلة فمنهم من تمسک بما فی فتاویٰ الشاذی وأفتٰی بمنع المسح علی الخف الذی تحته الکرباس ورد علی ابن الملک فی عزوه للکافی إذ الظاهر أن المراد به کافی النسفی ولم یوجد فیه ومنهم من أفتٰی بالجواز وهو الحق لما قدمناه عن غایة البیان، انتهٰی. قلت: وأیده العلامة الشامی فی حاشیة البحر بقول شرح المنیة یعلم منه جواز المسح علٰی خف لبس فوق مخیط من کرباس أو جوخ ونحوهما مما لا یجوز علیه المسح (بحر: ج۱ص۱۹۰،۱۹۱) وهذا اٰخر ما أراد العبد الضعیف فی هذه العجالة واللّٰه المستعان فی کل حاجة وحالة واللّٰه تعالیٰ المسئول أن یجعل أخراه خیراً من أولاه ولا یجعله ممن استوی یوماه. ۲/صفر ۱۳۶۱ھ.

احکام المسح:

چونکہ رسالہ ہذا (رسالہ نیل المآرب فی المسح علی الجوارب) میں یہ تفصیل مکمل آ گئی ہے کہ کس قسم کی جرابوں پر مسح

جائز ہے اور کس پر نہیں، مناسب معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ مسح علی الخفین کے ضروری احکام بھی لکھ دیے جائیں تاکہ عمل کرنے والوں کے لئے یہی رسالہ کافی ہوجائے۔

مسئلہ: مسح علی الخفین جائز ہے انکار کرنا اس کا فسق ہے لیکن موزے نکال کر پاؤں دھونا افضل، البتہ اگر کسی ایسے مجمع میں ہو جہاں مسح علی الخفین کو جائز ہی نہ سمجھتے ہوں تو وہاں مسح کرنا افضل ہے (درمختار، شامی: ج۱ص۲۴۳)

مسئلہ: اگر وضو کے لئے پانی کم ہو کہ موزہ نکال کر پاؤں دھونے میں اتنی دیر لگ جائے گی کہ نماز کا وقت نکل جائے، تو موزہ پر مسح کرنا واجب ہوجائے گا۔ (شامی)

مسئلہ: موزہ پر مسح کے لئے شرط یہ ہے کہ موزہ پہننے والے کو وضو ٹوٹنے سے پہلے طہارت کاملہ حاصل ہو تو جس شخص نے بلا وضو کے موزے پہن لئے اس کو مسح کرنا موزہ پر جائز نہیں (ہدایہ)

مسئلہ: اگر موزہ کسی جگہ سے پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہوا ہو جس سے چلنے کے وقت پاؤں ظاہر ہوتا ہو تو مسح اس پر جائز نہیں (شامی)

اور اگر ایک ہی موزہ میں مختلف جگہ خرق (پھٹن) ہو جو علاحدہ علاحدہ تو تین انگلیوں کی مقدار نہیں مگر سب کو ملا دیا جاوے تو تین انگلیوں کی برابر ہوجائے، اس صورت میں بھی مسح جائز نہیں اور اگر دونوں موزوں میں مختلف جگہ خروق ہیں، لیکن ہر ایک موزہ کی مجموعی خروق تین انگلیوں کے برابر نہیں تو مسح کرنا جائز ہے (شامی، درمختار وغیرہ)

مسئلہ: اگر موزہ میں کوئی طولانی خرق ایسا ہے کہ چلنے کے وقت پاؤں کھلتا نہیں اگرچہ دیکھنے سے اندر کا پاؤں نظر نہیں آتا ہو تو وہ مسح کے لئے مانع نہیں بلکہ مسح جائز ہے کیونکہ مانع مسح پاؤں کا نظر آنا نہیں ہے بلکہ کھل جانا مانع ہے۔ (درمختار، شامی)

مسح کا طریقہ:

موزوں کے مسح میں فرض، ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کی مقدار ہے اور سنت یہ ہے کہ پورے ہاتھ کی انگلیوں سے اس طرح مسح کیا جاوے کہ داہنے ہاتھ کی انگلیاں داہنے پاؤں اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں پر رکھے پھر ان کو پنڈلی کی طرف ٹخنوں سے اوپر تک کھینچ دے۔ (شامی بحوالہ قاضی خان: ج۱ص۲۴۶)

مسئلہ: یہ مسح موزے کے اوپر کے حصہ پر ہونا چاہئے تلے پر مسح کرنا سنت نہیں۔(۱) (شامی)

---

(۱) لیکن اگر کوئی شخص ایسا لنگڑا ہو جس کا پاؤں الٹا ہو، یعنی اوپر والا حصہ مڑ کر نیچے چلا گیا ہو اور نیچے والا اوپر آ گیا ہو، ایسے شخص کے لئے یہ تفصیل ہے کہ اگر پاؤں کے اوپر والا حصہ تین انگلیوں کے بقدر اوپر ہو تو اس پر مسح کرے گا۔ (**التجنیس مخطوطہ**: ص۱۴) اور اگر قدم کا اوپری حصہ پوری طرح نیچے ہو تو اسی حصہ پر مسح کرے گا اگرچہ نیچے کی جانب ہو۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹، انیس الرحمٰن قاسمی)

مدت مسح:

مسئلہ: مدت مسح، مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن تین رات یعنی مقیم نے جب وضو کر کے موزہ پہن لیا تو ایک دن ایک رات تک وضو ٹوٹ جانے کے باوجود اس کو موزہ نکالنے کی ضرورت نہیں بلکہ موزہ پر مسح کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اسی طرح مسافر تین دن تین رات تک اور جب یہ مدت گزر جائے تو مسح کرنا کافی نہ ہوگا بلکہ پاؤں دھونا ضروری ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کی مدت مسح ختم ہوگئی لیکن وضو اس کا باقی ہے تو اس کو اختیار ہے کہ موزہ نکال کر صرف پاؤں دھولے یا پورا وضو کرلے لیکن پورا وضو دوبارہ کرلینا اولیٰ ہے۔ **(شامی عن الملتقیٰ: ج ا ص ۲۵۵)**

نواقض مسح:

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے نیز مسح خفین امور ذیل سے بھی ٹوٹ جاتا ہے

(۱)　کسی موزہ کو نکال لینا۔ پس اگر اکثر حصہ کسی قدم کا موزہ سے باہر آ گیا یا تین انگلیوں سے زائد موزہ میں خرق پیدا ہو گیا، تو مسح ٹوٹ جائیگا اب واجب ہے کہ دونوں موزوں کو نکال کر پاؤں دھوئے۔

(۲)　گزرنا مدت مسح کا۔ اس صورت میں بھی نکال کر پاؤں دھونا واجب ہے۔(۱) (شامی)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسے برفستان میں ہے کہ وہاں اگر موزے نکالے جاویں تو سردی کی وجہ سے پاؤں بالکل بیکار ہوجانے کا قوی اندیشہ بغالب ظن ہوجائے تو ایسے وقت باوجود مدت ختم ہونے کے برابر اس پر مسح کرتے رہنا جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ موزہ بحکم جبیرہ ہوجاتا ہے۔(۲) **(کذا فی الدر المختار وأقره الشامی: ج ا ص ۲۵۵)**

مسئلہ: مقیم اگر اپنی مدت ایک دن ایک رات پورا کرنے سے پہلے مسافر ہو گیا تو اب مدت سفر تین دن تین رات تک اس کو مسح کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا اور اگر مسافر بعد ختم ہونے ایک دن ایک رات کے مقیم ہو گیا تو اب وہ بدوں پاؤں دھوئے ہوئے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مسح اس کے لئے جائز نہیں رہا۔ (درمختار) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ مفتی دار العلوم دیوبند۔ ۲؍ صفر ۶۱ ہجری۔

---

(۱)　مسح کی مدت پوری ہوجانے پر بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی اور وجہ سے وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے، پورے وضو کا دہرانا ضروری نہیں۔ اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کر پورا وضو کرے۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۵۴، انیس)

(۲)　زخمی پیر کا مسح: اگر کسی شخص کے پاؤں میں زخم ہو اور اس حصہ کو وضو میں دھونے سے ضرر ہو تو اس کے لئے اجازت ہے کہ زخم کے حصہ پر مسح کرے اور اگر پٹی بندھی ہو تو اس پر مسح کرے اور باقی حصہ کو دھولے اور ایسا شخص اگر دونوں پاؤں میں موزہ پہن لے تو اس کے لئے موزہ پر مسح کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر اس کے لئے زخمی پاؤں میں موزہ پہننا ممکن نہ ہو اور ایک پاؤں میں موزہ پہن رکھا ہو تو اس کے لئے موزہ پر مسح جائز نہیں ہے (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۸۱)۔ (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۵۰، انیس)

میں نے مسح علی الجوربین کی بحث پڑھی حق تعالیٰ مفتی صاحب کے اعمال اور علوم میں برکت دے نہایت تحقیق تفتیش سے جواب لکھا ہے بہر حال میرے نزدیک مفتی صاحب کی تحقیق صحیح ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب فی کل باب

شبیر احمد عثمانی دیوبندی، ۸؍صفر ۶۱ ھجری۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند یعنی امداد المفتین: ۲؍۲۴۷ تا ۲۶۲)

موزہ پر بوٹ ہو تو اس پر مسح جائز ہے یا نہیں:

سوال: ہم لوگ موزہ پاتابہ سوتی پہنتے ہیں اس کے اوپر بوٹ جوتا جو کہ ٹخنوں کو چھپائے رکھتا ہے اس پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سوتی جراب کے اوپر اگر چرمی موزہ وضو پر پہنا جاوے، تو مسح اس پر درست ہے اور بوٹ جوتا اگر سوتی جراب پر پہنا جاوے اور ٹخنے ڈھکے رہیں اور وہ بوٹ نیچے سے بھی طاہر ہو تو اس پر بھی مسح درست ہے۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم: ۱؍۱۴۳؍۲۷)

جرابوں کے ہوتے ہوئے موزوں پر مسح کا حکم:

سوال: اگر ایک شخص پہلے سوتی جراب پہن کر اس کے اوپر موزے پہن لے تو کیا ایسی صورت میں ان موزوں پر مسح کرنا جائز ہے؟

الجواب

صورت مسئولہ میں مسح حقیقتاً موزوں پر ہی رہتا ہے، موزوں کے نیچے جراب پہننا کوئی مانع مسح عمل نہیں، لہذا جرابوں کے ہوتے ہوئے بھی موزوں پر مسح شرعاً مقبول ہے۔

---

(۱) المسح على الخفين جائز بالسنة الخ إذا لبسهما علٰى طهارة كاملة ثم أحدث. (هداية، باب المسح على الخفين: ۱؍۵۷، ظفیر)

(قال العلامة الحصكفي: (شرط مسحه) ثلاثة أمور: الأول (كونه ساتر)...... (القدم مع الكعب) أويكون نقصانه أقل من الخرق المانع، فيجوز على الزربول لومشدوداً. .... (و) الثاني (كونه مشغولاً بالرجل) ليمنع سراية الحدث...... (و) الثالث (كونه مما يمكن متابعة المشي) المعتاد (فيه) فرسخاً فأكثر.

قال ابن عابدين: (قوله لومشدوداً) لأن شده بمنزلة الخياطة وهو مستمسک بنفسه بعد الشد كالخف المخيط بعضه ببعض فافهم، وفي البحر عن المعراج: ويجوز على الجاروق المشقوق علٰى ظهر القدم وله أزرار يشدها عليه تسده لأنه كغير المشقوق وإن ظهر من ظهر القدم شيء فهو كخروق الخف آه. (الدر المختار مع رد المحتار: جلد ا ص ۱۸۲، ۱۸۳، باب المسح على الخفين، انیس)

قال ابن عابدینؒ : (قوله أوجرموقیه)...... (قوله ولوفوق خف)......(قوله أولفافة) أی سواء کانت ملفوفة علی الرجل تحت الخف أوکانت مخیطة ملبوسة تحته کما أفاده فی شرح المنیة.(ردالمحتارعلی الدرالمختار،باب المسح علی الخفین:۱/۲۶۸،۲۶۹)(۱)

(فتاویٰ حقانیہ:۲/۵۵۴)

جراب سوتی کے اوپر چمڑے کا موزہ پہن کر اس پر مسح:

سوال: کیا چرمی موزوں کے اندر جن پر مسح درست ہے، آیا جراب پہننا درست ہے یانہیں اوران چرمی موزوں کے اندر جراب پہننے کی صورت میں مسح درست ہے یانہیں؟ جواب باصواب سے مطلع فرمایا جاوے۔

الجواب

فی الدرالمختار:(أوجرموقیه) ولوفوق خف أولفافة، ولا اعتبار بما فی فتاویٰ الشاذی،لأنه رجل مجهول لا یقلد فیما خالف المنقول، فی رد المحتار: ثم الذی فی هذه الفتاویٰ هو مانقله عنها فی شرح المجمع من التفصیل،وهو أن مایلبس من الکرباس المجرد تحت الخف یمنع المسح علی الخف لکونه فاصلاً وقطعة کرباس تلف علی الرجل لا تمنع لأنه غیرمقصود باللبس،وقد أطال فی رده فی شرح المنیة والدرروالبحر لتمسک جماعة به من فقهاء الروم، قال ح: وقد اعتنٰی یعقوب باشا بتحقیق هذه المسئلة فی کراسة مبیناً للجواز لما سأله السلطان سلیم خان آه.(۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورۂ سوال میں مسح درست ہے۔

امداد ج ۱ ص ۱۰، ۱۳۴۳ھ۔ تتمۂ خامسہ ص ۳۶۲ (امدادالفتاویٰ جدید:۱/۸۱۔۸۲)

چرمی موزے کے نیچے جراب ہوتو مسح جائز ہے:

سوال: چمڑوں کے موزوں کے نیچے اگر سوتی یا اونی جراب پہن لئے جائیں تو موزوں پر مسح جائز ہے یانہیں؟ بینواتوجروا۔

(۱) قال إبراهیم الحلبیؒ: یعلم منه جوازالمسح علیٰ خف لبس فوق خف مخیط من کرباس أوجوخ أونحوهما مما لایجوزعلیه المسح لأن الجرموق إذا کان بدلاً عن الرجل وجعل الخف مع جواز المسح علیه فی حکم العدم فلأن یکون الخف بدلاً عن الرجل ویجعل ما لایجوز المسح علیه فی حکم العدم أولیٰ کما فی اللفافة .(کبیری.فصل فی المسح علی الخفین:۱۱۲، ومثله فی البحرالرائق، باب المسح علی الخفین:۱/۱۸۱)

(۲) ردالمحتارعلی الدرالمختار،باب المسح علی الخفین:۱/۲۶۸،۲۶۹،انیس

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

جائز ہے۔ **قال فی البحر بعد ذکر الاختلاف: ومنهم من أفتٰی بالجواز وهو الحق لما قدمناه عن غاية البيان وأيده العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالٰی فی منحة الخالق بقول شارح المنية يعلم منه جواز المسح علٰی خف لبس فوق مخيط من كرباس أو جوخ ونحوهما مما لا يجوز عليه المسح. (البحر الرائق: ۱/۱۹۱)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۴ ر رمضان ۹۸ ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۶۵)

جس سوتی موزے پر چمڑا جوتے کے برابر چڑھا لیا گیا ہے، اس پر مسح جائز ہے یا نہیں:

سوال: سوتی جراب پر اگر چمڑا اس طور سے چڑھا لیا جاوے کہ جو حصہ جوتے میں چھپا رہتا ہے صرف اس پر چمڑا چڑھا لیا ہو، تو حنفیہ کے نزدیک اس پر مسح درست ہے یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــــــ

سوتی جراب پر اگر نیچے چمڑا چڑھا لیا گیا ہو جیسا کہ سوال میں اس کی تفصیل درج کی گئی ہے، اس پر حنفیہؒ کے نزدیک مسح درست ہے، درمختار میں جوربین منعلین پر مسح درست لکھا ہے، منعلین بھی قسم جراب کی ہے جس کے نیچے کا حصہ، جو جوتے میں چھپا رہتا ہے، اس پر چمڑا ہو۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۲۶۹-۲۷۰)

جراب جو بغیر باندھے ٹھہری رہے اور اس پر دوسری جراب پہنے، تو اس پر مسح درست ہوگا یا نہیں:

سوال: (۱) جو جراب بغیر باندھے ٹھہری رہتی ہو اور اس پر مسح درست ہو، اگر اس کے اوپر کوئی دوسری جراب پہن لے خواہ وہ دبیز نہ ہو، لیکن اس طرح پہن لینے سے ٹھہری رہے تو اوپر والی جراب پر مسح کرنا درست ہے یا نہ؟

چند باریک جرابیں تہہ بہ تہہ پہن لے تو مسح جائز ہے یا نہیں:

سوال: (۲) دو یا تین جرابیں جو زیادہ سخت و دبیز نہیں ہیں یکے بعد دیگرے تہہ بہ تہہ پہن لینے سے بغیر باندھے ٹھہری رہیں اور چلنے پھرنے سے بھی ٹھہری رہیں تو اوپر والی جراب پر مسح درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) وصح (المسح) على الجرموق والجراب المجلد والمنعل والثخين أی يجوز المسح على الجراب إذا كان مجلدا، أو منعلا أو ثخينا يقال جورب مجلد إذا وضع الجلد علٰی أعلاه وأسفله وجورب منعل الذی وضع علٰی أسفله جلدة كالنعل للقدم. (البحر الرائق، باب المسح على الخفين: ۱/۱۹۱، ظفير)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۱) اگر وہ اوپر والی جراب دبیز قابل مسح نہ ہو اور نہ ایسی رقیق ہو کہ اوپر مسح کرنے سے اندر کے موزہ پر پانی کا اثر پہنچ جاوے تو اس پر مسح درست نہیں ہے۔(۱)

(۲) اس صورت میں مسح درست نہیں ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۷۲-۳۷۴)

پلاسٹک کے موزے پر جراب ہو تو مسح جائز نہیں:

سوال: اگر پلاسٹک کا موزہ بنوالیا جائے اور اس کے اوپر سوتی جراب پہن لیا جائے تو اس پر مسح جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر پلاسٹک کو جراب کے ساتھ سی لیا جائے تو اس پر مسح جائز ہے اس کو مبطن کہا جاتا ہے۔

إن ما كان رقيقاً منها (أى من الجلد الرقيق) لايجوز المسح عليه اتفاقاً إلا أن يكون مجلداً أو منعلاً أو مبطناً (شرح المنية:۱۲۱)

بدوں سلائی کئے جراب پر مسح جائز نہیں، اس لیے کہ مسح چرمی موزہ پر مشروع ہے اور جراب پر مسح کرنے سے موزہ پر مسح متحقق نہیں ہو، بخلاف مبطن کے کہ اس میں کپڑا اور چمڑا سلائی کے ذریعہ ایک ہو جاتے ہیں اس لیے اس پر مسح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۴/ رمضان ۹۸ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۶۵-۶۶)

---

(۱) ولايجوز المسح على الجوربين عند أبى حنيفةؒ إلا أن يكون مجلدين أومنعلين وقالا: يجوز إذا كانا ثخينين لما روى أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم مسح علىٰ جوربيه ولأنه يمكنه المشى فيه إذا كان ثخيناً و هو أن يستمسك على الساق من غير أن يربط بشيء فأشبه الخف (هداية، باب المسح على الخفين:۱/۶۱، ظفير)

عن مغيرةؓ بن شعبة: توضأ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ومسح على الجوربين والنعلين... وروى هذا عن أبى موسىٰ الأشعرىؓ عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أنه مسح على الجوربين وليس بالمتصل ولا بالقوى، قال: ومسح على الجوربين علىؓ وأبو مسعودؓ والبراءؓ وأنسؓ وأبو أمامةؓ وسهلؓ بن سعد وعمروؓ بن حريث وروى ذلك عن عمرؓ وابن عباسؓ. (جمع الفوائد، المسح على الخفين:۱۱۸، قال المحقق سليمان بن دريع العازمى: رواه أبو داؤدؒ (۱۵۳) وصححه الألبانىؒ فى صحيح أبى داؤدؒ: ۱۴۲، انیس)

(۲) (وإذا كان لم يكن منعلاً وكان رقيقاً غير جائز اتفاقاً. (البحر الرائق، باب المسح على الخفين:۱/۱۹۲، ظفير)

اگر کوئی شخص چمڑے کے موزوں کے اوپر موزہ پہنے اور یہ اوپر والے موزے ایسے ہوں جن میں مسح کے شرائط نہیں پائے جاتے ہوں، لیکن ایسے باریک و رقیق ہوں، جن سے مسح کی تری تجاوز کر کے نیچے کے موزوں تک پہنچ جائے تو ان اوپر والے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔

(طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷، انیس)

پلاسٹک کے موزے کے استعمال کا حکم:

سوال: میں اپنے ہاتھوں سے مجبور ہوں اسی وجہ سے میں پلاسٹک کا موزہ بنوایا ہوں اپنی عافیت کے لئے نماز کے وقت اس کو پہن لیتا ہوں لیکن اکثر مصلیوں کا قول ہے کہ نماز درست نہ ہوگی، براہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

مچھر وغیرہ سے حفاظت کے لئے، اس طرح کا موزہ اگر پاؤں میں ڈالدیا جائے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں نماز ہوجائے گی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد حبیب اللہ القاسمی ۔ (حبیب الفتاویٰ: جلد سوم ص ۴۴)

×××

(۱) پلاسٹک کے موزے پر مسح کرنا جائز ہوگا، بشرطے کہ اس میں موزے کے شرائط پائے جاتے ہوں۔ (طہارت کے احکام ومسائل صفحہ: ۱۴۶، انیس الرحمٰن قاسمی)